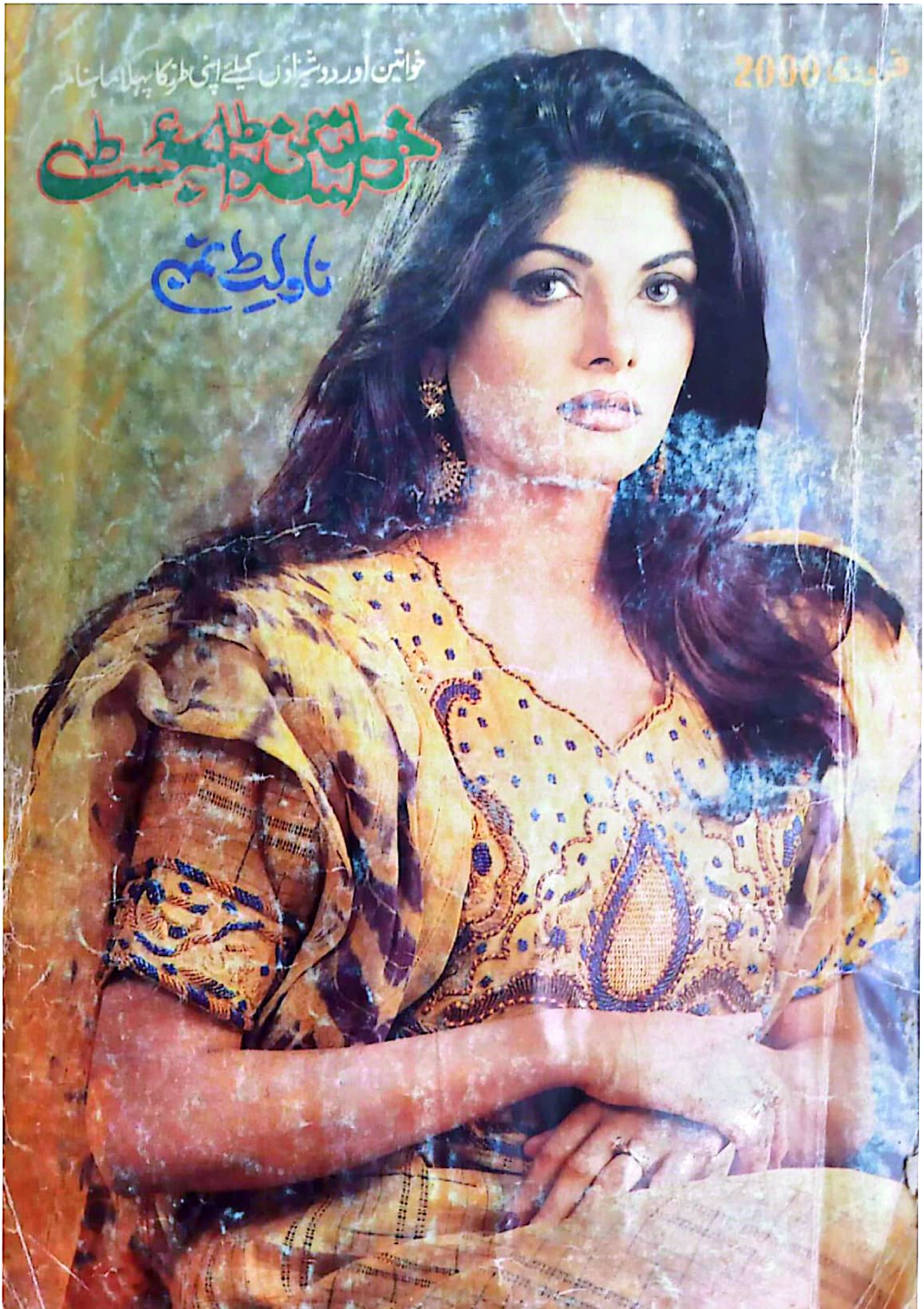


Scanned with CamScanner

عالیہ بخاری

# تہی آسماں تہی دست

digest novels lovers group ❤❤

## ناولٹ

"مریم! اے مریم!"

چھوٹی آپا غالباً" تیسری بار بیرونی برآمدے میں آکر چلائی تھیں۔

"اب بس بھی کردو! کتنا پانی بہانا ہے آخر۔" پہلی دو مرتبہ کی طرح اس نے ابھی بھی سنی ان سنی کی اور اطمینان سے اپنے کام میں مصروف رہی۔

پانی کی موٹی دھار تلے، پھولوں اور پتوں کے رنگ بکھرتے چلے جا رہے تھے، سرما کے لیے لگائے گئے سارے ہی پھول اب اپنے جوبن پر تھے۔

"کتنے گھنٹے سے پانی کی مشین چل رہی ہے۔ کچھ اندازہ ہے، بجلی خرچ ہوتی ہے۔ مفت میں نہیں چلتی۔"

وہ اب اس کے اس بے ضرر شوق کے مضمرات گنوا رہی تھیں، جس کی مریم کو تو خاص پروا نہیں تھی، مگر اماں کے کان میں پڑ جانے کا اندیشہ بہرحال تھا۔

چھوٹی آپا کو سارا دن گھر والوں کی فضول خرچیوں پر واویلا کرتے رہنے کی عادت تھی، ان کا زور بیان غضب کا تھا۔ ان ساری لاپروائیوں کا جو نتیجہ ان کے خیال میں نکلنا تھا، اس کی وہ ایسی عبرت ناک نقشہ کشی کرتیں کہ "وہ کہیں اور سنا کرے کوئی۔"

اماں کا خیال تھا کہ ان کی یہ بیٹی یقیناً" اپنے لیے محل کھڑا کرلے گی۔ سارے گھر میں سب سے زیادہ

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

وہی چھوٹی آپا کی قدردان تھیں اور ان کے خیالات کی زبانی حد تک حامی بھی، پر عملاً "ایسا ممکن نہ ہو پاتا۔

اماں نے وہ دور دیکھا ہوا تھا جب لوگوں میں رواداری، مہمان نوازی اور سخاوت کے جوہر عام ہوا کرتے تھے، مہمان کی گھر میں آمد خیر و برکت کا وسیلہ سمجھی جاتی تھی۔ چھوٹی سے چھوٹی خوشی کے بہانے بھی عزیز و اقارب کو اکٹھا کر لیا جاتا تھا۔ لوگ محبت کے ساتھ مل بیٹھنے کا لطف اٹھاتے تھے۔ آج کل کی طرح محض اسٹیٹس کانشیس ہو کر نہیں رہ گئے تھے سو اماں بھی چھوٹی آپا کی ہاتھ کھینچ کر رکھنے کی ہدایت بھول بھول جاتی تھیں۔

"ان فضول کے پھول پتوں میں کتنا پیسہ برباد کر کے رکھا ہوا ہے تم نے اور حاصل کیا ہوا؟ اس سے تو کہیں بہتر تھا کہ کچھ سبزیاں ہی لگا لیتیں جو کام تو آتیں۔"

وہ سیڑھیاں اتر کر اس کے پاس چلی آئیں، ان کا خیال تھا کہ قریب پہنچ کر یہ کہنے سننے کا کام زیادہ بہتر طور پر سرانجام دیا جا سکے گا۔

"اب یہ دیکھو! اگر اس ساری جگہ کو تم سبزیوں اور پھلوں کی۔"

"چھوٹی آپا پلیز۔"

مریم کے لیے اب ان کی بات کاٹنا ضروری ہو گیا، ورنہ اس لیکچر کی طوالت میں اضافہ ہی ہوتا تھا۔ "اتنے سالوں سے یہ ساری جگہ خالی ہی پڑی تھی، پھر آپ نے یہ فائدہ مند منصوبہ پایہ تکمیل تک کیوں نہیں پہنچا لیا میں نے تو ابھی ڈیڑھ دو سال سے ہی یہاں قبضہ کیا ہے۔"

باہر گیٹ پر کسی گاڑی کا ہارن سنائی دینے لگا۔

"جاؤ! ذرا دیکھو تو۔"

"چھوڑیں، اس وقت کون آئے گا۔" مریم نے لاپروائی سے کہا۔

ان کے یہاں یوں بھی ہر وقت آنے جانے والوں کا تانتا نہیں بندھا رہتا تھا، عزیز رشتہ داروں کی اکثریت دوسرے شہروں میں مقیم تھی اور حلقہ احباب گھر کے سب ہی افراد کا مختصر تھا۔ نسبتاً زیادہ آنے والے صرف بھابھی کے میکے والے تھے۔

وہ پائپ سمیٹنے لگی تھی کہ گیٹ پر لگی بیل کی آواز بھی سنائی دے گئی اب تو دیکھنا ہی تھا۔

مریم نے گیندے کی کیاری کو عبور کیا، گیٹ تک پہنچنے کا قریب ترین یہی راستہ تھا چھوٹی آپا میں بد تہذیبی کے یہ مظاہرے کرنے کی صلاحیت نہیں تھی، اس لیے وہ واپس سیڑھیوں کی جانب چل دیں، تاکہ آنے والے مہمانوں کا قرینہ سے استقبال کیا جا سکے۔

"اسلام و علیکم، یہ عثمانی صاحب کا ہی گھر ہے نا۔" آنے والے کو گو پورا یقین تھا پھر بھی اس نے تصدیق چاہی۔

مریم نے سرہلاتے ہوئے اس کے پیچھے کھڑی پرانی سی گاڑی اور اس میں بیٹھی ایک خاتون اور لڑکی پر نگاہ ڈالی، ان کے گھر آنے والے کم و بیش اسی اسٹینڈرڈ کے ہوتے تھے۔

"مجھے ہمایوں کہتے ہیں۔"

"کہتے رہیں بھئی مجھے کیا۔" اس کی ساری توجہ اسی لڑکی پر تھی جو کافی خوش شکل تھی اور مسکرا مسکرا کر اس کی طرف دیکھے بھی جا رہی تھی۔

"دیکھئے، ہمیں عثمانی صاحب سے ملنا ہے، آپ انہیں ہمارے آنے کی اطلاع دیں۔" اس بار ذرا چبھتے ہوئے انداز میں کہا گیا، تو اسے بھی یکدم یاد آیا کہ ابا نے آج صبح ناشتہ پر ذکر کیا تھا کہ ان کے کسی ملنے والے کی فیملی کی ایک دو دن میں آمد متوقع ہے۔

"یقیناً" یہی ہوں گے۔" اس نے پورے اعتماد سے سوچا۔

"آئیے، آپ لوگ اندر تشریف لائیے۔" وہ بد تہذیب یا بد مزاج بالکل نہیں تھی، بس ذرا لاپروا اور مگن رہنے والی تھی اور جب کوئی ایسا موقع آ جاتا تو بے حد ذمہ داری کا مظاہرہ کرنے لگتی، اس وقت بھی آنے والے مہمانوں کو اندر لے جاتے ہوئے وہ مؤدب انداز اپنائے ہوئے تھی حالانکہ سیڑھیوں پر کھڑی چھوٹی آپا مسلسل اسے مشکوک نظروں سے دیکھے جا رہی تھیں۔



Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

مریم کو وہ لڑکی پہلی نگاہ میں ہی اچھی لگی' اس لیے گیٹ سے برآمدے تک آتے آتے وہ اس سے بے تکلفی پیدا کرنے کی پہلی کوشش کر چکی تھی' اس کا نام ثنا تھا' اس کے ساتھ اس کی والدہ تھیں اور وہ لڑکا جس نے اپنا نام ہمایوں بتایا تھا' اس کا بھائی تھا۔

مریم نے محسوس کیا تھا کہ وہ لوگ اس کے لان کو بے حد دلچسپی سے دیکھ رہے تھے جسے اپنے کم وسائل میں بھی اس نے جدید انداز میں سنوارنے کی کوشش کی تھی۔

برآمدے کی سیڑھیوں پر قدم رکھتے ہی وہ جدید باغ تو پیچھے رہ گیا اور گھر پر چھائی دقیانوسیت سامنے آنی شروع ہوئی۔ نقطۂ آغاز چھوٹی آپا کی ذات تھی۔

"یہ چھوٹی آپا ہیں۔"

اس نے مہمانوں کی اس ٹیم کو چھوٹی آپا کو ہینڈ اوور کرنے سے پہلے تعارف کی رسم نبھانی چاہی "میری دوسرے نمبر کی بہن' ان کا نام تو امید صبح ہے' میں ہی چھوٹی آپا کہتی ہوں۔"

چھوٹی آپا نے مسکرا کر مہمانوں کو دیکھا' تاکہ کم از کم ان کی خوش اخلاقی کا بھرم تو رہے' اپنے رنگ اڑے کپڑے پہنے جن کا کٹ بھی کئی سال پرانا ہو چکا تھا۔ وہ اپنے نام کی ساری نغمگی ــــ کے برعکس دکھائی دیتی تھیں۔

مریم کو انھوں نے آنکھ کے اشارے سے اماں کو اطلاع کرنے کے لیے کہا اور خود ان لوگوں کو ڈرائنگ روم میں لے گئیں۔

اماں آج اپنی الماری میں سے کام والی کو دینے کے لیے پرانے کپڑے چھانٹنے کے لیے بیٹھی ہوئی تھیں' اس اطلاع پر ہڑبڑا کر اٹھیں۔

"ارے اُن لوگوں کو تو صبی کے رشتے کے سلسلے میں آنا تھا' یہ بغیر بتائے کیوں آ گئے؟"

ان کی اس کیوں کا جواب مریم کے پاس نہیں تھا سو اس نے مشورہ دیا کہ "اماں یہ بات خود ان ہی لوگوں سے پوچھ لیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔"

"ہر بات کا الٹا جواب حاضر ہے۔" وہ جاتے جاتے ناراض ہونے لگیں "اور یہ صبی کہاں ہے! اس کو کہنا کہ ذرا اپنا حلیہ وغیرہ درست کر کے آئے۔"

"وہ وہیں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھی ہیں' باہر آئیں گی تو میں کہہ دوں گی۔"

"کیا؟" اماں کو واقعی شاک پہنچا تھا "ارے وہ کہاں باہر ہی مل گئی' کہیں ساری بات ہی نہ خراب ہو جائے' اتنے اچھے لوگ ہیں' مرزا صاحب تو بہت تعریف کرتے ہیں۔"

ان کی پریشانی دیکھ کر مریم کو ان پر ترس آنے لگا' ان کی ہمت بندھانے کے لیے اسے سنجیدہ ہونا پڑا۔

"پریشان کیوں ہوتی ہیں! وہ لوگ چھوٹی آپا کو دیکھنے آئے ہیں' ان کے کپڑوں کو نہیں' اور اماں چھوٹی آپا تو اتنی پیاری ہیں کہ وہ کسی بھی حلیہ میں بری لگ ہی نہیں سکتیں۔"

چھوٹی آپا سے اپنے تمام تر اصولی اختلافات کے باوجود اسی وقت اس نے پورے خلوص سے ان کی


خواتین ڈائجسٹ کے شائع کردہ

چار نئے اور خوبصورت

ناول

- دل، دیا، دہلیز، رفعت سراج 600 روپے
- وہ خبطی سی دیوانی سی، آسیہ سلیم قریشی 400 روپے
- جو چلے تو جاں سے گزر گئے، ماہا ملک 150 روپے
- ساگر، دریا، بادل، بوند، رضیہ جمیل 250 روپے

قیمت پیشگی منی آرڈر یا بینک ڈرافٹ سے بھجوائیں

ڈاک خرچ اور پیکنگ فری

منگوانے کا پتہ

- مکتبۂ عمران ڈائجسٹ 37 اردو بازار کراچی
- لاہور اکیڈمی 205 سرکلر روڈ لاہور




Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

تعریف کی اماں کو بڑا سکون سا محسوس ہوا اور وہ مسکراتی ہوئی ڈرائنگ روم کی جانب چلی گئیں۔

مریم چار بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹی تھی۔ سب سے بڑی خوش بخت جنہیں وہ خوشی آپا کہتی تھیں' ان کے بعد ابصار بھائی اور پھر چھوٹی آپا' جن کا نام ابا نے بڑے ارمان سے امید صبح رکھا تھا' ابا کو بے حد شوق تھا کہ وہ اپنے بچوں کے شاعرانہ قسم کے نام رکھیں مگر یہ موقع انہیں محض ایک بار ہی مل سکا۔

بچوں کی پیدائش کے زمانے میں اللہ جنت نصیب کرے' ان کے والدین زندہ تھے' اور پوتے پوتیوں کے نام رکھنے کا ذمہ ان لوگوں نے خود لے رکھا تھا' سو یہ شاعرانہ نام کا اعزاز چھوٹی آپا ہی کے حصے میں آسکا' یہ الگ بات کہ پکارے جانے میں سہولت کی خاطر اماں اور دادی نے فوراً "ہی صبی کی شارٹ فارم ایجاد کرلی تھی۔

اماں نے کہا تھا کہ خوشی آپا کو بھی مہمانوں کی آمد کی اطلاع کردی جائے لہٰذا وہ ان کی تلاش میں نکلی' وہ عموماً "دو ہی مقام پر ملتی تھیں' ابا کی اسٹڈی یا کچن' اس وقت شام کی چائے کا وقت ہو رہا تھا' مریم نے کامن سینس سے کام لیتے ہوئے اسٹڈی کی جانب جانے سے احتراز کیا اندازہ صحیح تھا۔

خوشی آپا چائے دم کرکے ٹی کوزی سے ڈھک رہی تھیں' جب اس نے انہیں ڈرائنگ روم میں طلبی کا حکم سنایا۔

"مریم! فریزر سے کباب اور رول نکال کر باہر رکھو اور سائیڈ بورڈ سے پلیٹیں اور چمچے نکال کر ذرا صاف کرو۔"

خوشی آپا کو بھی ان مہمانوں کی اہمیت کا اندازہ تھا جب ہی فوری طور پر وہاں جانے کے بجائے' خاطر تواضع کی جانب دھیان دیا۔

وہ سعادت مندی سے حکم بجا لائی۔

گھر میں تین لڑکیوں کی موجودگی کا یہ فائدہ تو بہرحال تھا کہ مہمانوں کی ہنگامی آمد پر بھی تواضع کے لیے کچھ نہ کچھ دستیاب رہتا تھا۔

برتن تو صاف ہی تھے' پھر بھی وہ ان پر کپڑا پھیرنے لگی۔

"میں جا کر صبی کو بھیجتی ہوں' وہ آکر یہ لے جائے گی۔" بڑی آپا نے لوازمات کی ٹرالی کی جانب اشارہ کیا اور پھر ذرا پریشانی سے بولیں۔

"آخر یہ وہیں جم کر کیوں بیٹھ گئی ہے' کہیں کوئی الٹی سیدھی بات نہ کہہ دیں' اس سے تو اچھا تھا کہ تم خود ہی وہاں بیٹھ جاتیں' یا کم از کم بینا کو ہی کہہ دیتیں۔" ان کا اشارہ ابصار بھائی کی بیوی کی جانب تھا۔

"بھابھی کے سر میں درد تھا' وہ کہہ کر سوئی تھیں کہ انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے۔"

ابصار بھائی کی شادی کو سال ہونے کو آرہا تھا' مگر ان کی بیوی کے انداز' بے حد با تکلف مہمانوں کو مات کرتے تھے۔

خوشی آپا "چلو ٹھیک ہے۔" کہتی ہوئی چلی گئیں۔ وہ بے چاری زیادہ بحث نہیں کرتی تھیں' گھر والوں نے خوامخواہ ہی فرض کرلیا تھا کہ ان کی شادی کی عمر نکل چکی ہے اور یہ خیال جب سے اس کے ذہنوں میں بیٹھا تھا جب ان سے چار سال چھوٹے ابصار نے پسند کی شادی کے چکر میں پہل کر ڈالی تھی۔ ان کی شادی کے بعد سے اماں کی ساری توجہ غیر محسوس طور پر چھوٹی آپا کی جانب مبذول ہو چکی تھی۔

"حد کرتی ہو مریم! یہ! اس قدر ٹرالی بھرنے کی کیا ضرورت ہے' وہاں کوئی فوج تو نہیں بیٹھی کھانے کے لیے' کل تین افراد ہیں اور بس۔"

چھوٹی آپا کا ارشاد حسب توقع تھا' وہ ان سنی کرتے ہوئے بولی "چھوٹی آپا! کم از کم کپڑے تو کوئی ڈھنگ کے پہن لیا کریں' یہ اس جیسا میرا سوٹ' معلوم نہیں کب کا ماسی کو دیا جا چکا ہے اور اب تو وہ بھی نہیں پہنتی۔"

"اچھا' بس رہنے دو اپنی نصیحت' اچھے بھلے کپڑے ہیں' تمہارا کیا ہے' تمہیں تو نہ کپڑے کو رکھنے کا سلیقہ ہے نہ پیسے کا درد۔"

یہ سراسر ان کی غلط بیانی تھی' اسے چیز کا سلیقہ بھی تھا اور پیسے کا خیال بھی' لیکن وہ ان جیسی نہیں تھی' بلکہ وہی کیا گھر میں کوئی بھی ان جیسا نہیں تھا' مگر یہ تصحیح

کاوقت نہیں تھا۔

چھوٹی آپا نے اس کے لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی وہی کیا، جو ان کے دل میں تھا، ڈونگوں اور پلیٹوں میں سے چیزوں کی مقدار کو آدھا کیا، اور جب ان کے دل کو اچھی طرح تسلی ہو گئی تو وہاں سے روانہ ہوئیں۔

مریم کے لیے بھی فی الحال وہاں کوئی کام نہیں رہ گیا تھا، وہ لڑکی ثنا اسے دلچسپ لگی تھی، کچھ دیر اس کے پاس بیٹھنے کے خیال سے وہ بھی ادھر ہی چلی آئی۔

اب وہاں ابا بھی آئے بیٹھے تھے اور اس لڑکے ہمایوں سے مصروف گفتگو تھے۔

"آؤ بیٹی! تم تو ہمیں اندر لا کر غائب ہی ہو گئیں، یہاں آؤ ہمارے پاس بیٹھو۔" آنے والی خاتون کافی شفیق سی تھیں، انہوں نے اپنے اور اپنی بیٹی کے درمیان جگہ بنا کر اسے بٹھا لیا، اپنی اس پذیرائی پر وہ کچھ شرما سی گئی۔

ثنا اچھی لڑکی تھی، منٹوں میں بے تکلف ہونے والی ذرا دیر میں ہی مریم کو اندازہ ہو گیا کہ اس کے ساتھ اچھی جم سکتی ہے۔

ثنا اور ہمایوں سے بڑے ان کے ایک بھائی اور تھے اور وہ لوگ یقیناً" ان کے لیے ہی چھوٹی آپا کو دیکھنے آئے تھے۔ یہ اندازہ مریم نے چند منٹوں میں ہی لگا لیا تھا۔

"آپ کچھ لیجئے نا بہن! صبی اٹھ کر آنٹی کی پلیٹ میں کچھ نکال کر دو۔" امی مہمان نوازی کے جوش میں بول پڑی تھیں، اور بول کر شرمندہ بھی ہوئیں۔ پلیٹوں میں اب بچا ہی کیا تھا۔

خوشی آپا کی سیٹ کی ہوئی ٹرالی چھوٹی آپا کی چھانٹی کی نذر ہونے کے بعد آدھی بھی نہیں رہی تھی، سو منٹوں میں صاف ہو گئی تھی۔

"نہیں بس شکریہ! آپ نے بہت تکلف کیا۔"

ثنا کی امی نے نہ معلوم طنز کیا تھا یا ویسے ہی کہا تھا، مریم نے ان کے چہرے کو ذرا غور سے دیکھا، وہاں بس ایک سادہ سی مسکراہٹ سجی ہوئی تھی۔

چائے ختم کرتے ہی وہ اٹھ بھی گئیں۔

ثنا نے اس سے ٹیلی فون نمبر لے لیا تھا اور جاتے ہوئے ان لوگوں کے تاثرات کافی حوصلہ افزا تھے۔

"خدا کرے کہ چھوٹی آپا کی بات یہیں بن جائے۔" مریم نے دل سے دعا کی، اسے یہ لوگ اچھے لگے تھے، سیدھے سادے، پرخلوص، ثنا اور اس کا بھائی دونوں ہی اچھی صورت شکل کے مالک تھے، اسی سے اس نے اندازہ لگایا کہ ان کا دوسرا بھائی بھی اچھی شکل کا ہو گا۔

ڈرائنگ روم سے برتن سمیٹ کر وہ کچن میں چلی گئی۔ اندر کمرے میں چھوٹی آپا کو اماں سے بے بھاؤ کی پڑ رہی تھیں، اماں کو ان کے بے تکے حلیے اور ٹرالی کے ادھورے پن کا ملال تھا۔

"ایک تو صاحبزادی کا حلیہ قابل دید ہے، لوگ یہی سوچتے ہوں گے کہ اماں، باوا کو اچھا پہنانے کی توفیق ہی نہیں ہو گی، اور اوپر سے یہ گن گن کر چار کباب اور چار رول سجا کر لیے چلی آ رہی ہیں، ارے اس سے تو اچھا تھا کہ خالی چائے کے کپ لا کر ان کے سامنے رکھ دینا تھے۔"

ان کی آواز دیر تک اس کے کانوں میں آتی رہی، ایسے سین پہلے بھی کئی بار ہو چکے تھے۔

مریم نے سوچا کہ ان کے گھر میں چھوٹی آپا کے بے تحاشا حسن کے علاوہ اور کچھ بھی تو لوگوں کو متاثر کرنے کے لیے نہیں ہے اور اس حسن کو بھی وہ اپنی حرکتوں سے گہن لگا رہی ہیں۔

تھوڑی دیر بعد خاموشی چھاتی چلی گئی۔ اماں یونہی ہر کسی آنے والے کے بعد پزل سی رہتی تھیں، چند دنوں تک ایک آس دل کو تھامے رکھتی پھر وہی مایوسی، مگر ثنا اور اس کی امی کچھ مختلف ضرور تھیں، مریم کو یقین سا ہو رہا تھا کہ اب کی بار کچھ اچھا ضرور ہونا ہے۔

چائے کے برتن دھو کر وہ خشک کر کے اپنی جگہ پر رکھتی گئی۔ چھوٹی آپا کے بچا کر رکھے گئے شامی کباب اور دیگر چیزیں یونہی رکھی تھیں اسے معلوم تھا کہ کچھ دن فرج کی زینت بنے رہنے کے بعد ان میں سے بیشتر چیزیں کام والی کے حصے میں آنی تھیں۔

♥ ♡ ♡ ♥



Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کئی دن سے گھنے بادل آسمان کو گھیرے ہوئے تھے۔ بارش کے نہ ہونے کے باوجود بھی سردی بڑھتی جا رہی تھی اس موسم میں وہ بے حد کاہل ہو جاتی تھی' بس چلتا تو ہر اس مصروفیت کو خیرباد کہہ دیتی' جو اسے گھر کے نرم گرم ماحول سے تھوڑی دیر کو بھی دور کر دے' پر ایسا ہونا مشکل تھا اور بینا بھابھی کے معاملے میں تو ناممکن۔

انہیں ویسے بھی گلہ رہتا تھا کہ سسرال والے ان کو خاطر خواہ اہمیت نہیں دیتے ہیں حالانکہ وہ اس گھر کی اکلوتی بہو ہیں' اب اگر مریم ان کے ساتھ چلنے سے انکار کرتی تو ان کے خیالات کی روشنی میں مجرم گردانی جا سکتی تھی' سو وہ بغیر چوں چراں کیے ان کے ساتھ نکل آئی تھی۔

"بس اب چلتے ہی ہیں' ذرا دو منٹ کا اور کام ہے۔" انہوں نے سڑک کے اس پار واقع ڈیپارٹمنٹل اسٹور کا رخ کرتے ہوئے تسلی دی' اور غڑاپ سے اندر گھس گئیں۔

اسے ان کے دو منٹ کی طوالت کا اندازہ تھا' سو ادھر سارے شاپرز اٹھائے سڑک پر کھڑے رہنے کے بجائے خود بھی اندر جانا ہی مناسب لگا کچھ نہیں تو ونڈو شاپنگ تو کی ہی جا سکتی تھی اور سب سے بڑھ کر اس تیز سرد ہوا سے بچا جا سکتا تھا جو اسے کپکپائے دے رہی تھی۔

دروازے کو پش کر کے اندر قدم رکھتے ہوئے اس نے سکون کا گہرا سانس لیا ہی تھا کہ عین سامنے کھڑے ہمایوں پر نظر جا پڑی' وہ بھی اس کی طرف دیکھ رہا تھا' فاصلہ اتنا کم تھا کہ نظر انداز کیا ہی نہیں جا سکتا تھا۔

شناسائی کا احساس دھیمی سی مسکراہٹ میں ڈھلا۔

"السلام و علیکم۔"

اس کے سلام کے جواب میں مریم کو بھی اخلاقاً" ثنا کو پوچھنا پڑا۔

"دراصل اس روز آپ کے ہاں سے آنے کے بعد' اسے اور امی کو اگلے ہی دن لاہور جانا پڑ گیا' میرے بڑے ماموں کو ہارٹ اٹیک ہو گیا تھا۔"

اس کی وضاحت سے مریم کو تھوڑا اطمینان ہوا گو کہ کسی کی بیماری کی خبر سے اطمینان حاصل کرنا بے حد غیر اخلاقی سی بات ہے' مگر ان لوگوں کی جانب سے مکمل خاموشی' معاملے کو مشکوک بنا رہی تھی۔ کچھ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ لوگ چھوٹی آپا کے سلسلے میں کوئی پیش رفت کرنا نہیں چاہ رہے۔

اب یہ وہم دور ہوا تو اس کی خوش اخلاقی یکدم بحال ہوئی "آپ کے ماموں کی طبیعت اب کیسی ہے۔"

حالانکہ وہ لوگ بیچ میں کھڑے تھے اور رش کی بنا پر ڈسٹربنس بھی کافی تھی' مگر اس نے پوچھ ہی لیا۔

"اب تو بہتر ہے۔ امی رات واپس آ گئی ہیں۔"

ایک موٹی سی خاتون دو بچوں سمیت اپنی ٹرالی لیے ادھر کو آئیں تو ہمایوں کو کافی سائیڈ میں ہونا پڑا۔ اس کی بات ادھوری رہ گئی تھی۔

مریم کے لیے بھی اب اس جگہ کھڑے رہنا مشکل ہو رہا تھا' لوگوں کا ریلا اپنے ساتھ چلنے پر مجبور کر رہا تھا۔ اس کے اور ہمایوں کے درمیان دفعتاً" ہی کافی لوگ آ گئے تھے۔

"سنیے! ایک منٹ۔" وہ قدرے اونچی آواز میں پکارا۔

"امی آج آپ کے گھر فون کریں گی۔"

مریم نے بس اثبات میں سر ہلا دیا۔ یہ اطلاع بہت خوش کن اور معنی خیز تھی وہ بینا بھابھی کی تلاش میں آگے بڑھ گئی۔ چھوٹی آپا کی شادی کے مسئلے نے پچھلے ایک سال سے گھر بھر کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا کوشش میں تو اماں پہلے سے ہی تھیں مگر ابصار بھائی کی شادی کے بعد سے تو وہ بہت بے صبری ہو رہی تھیں۔

"یہ اتنی دیر سے کس لڑکے سے باتیں ہو رہی تھیں۔"

بینا بھابھی نے اسے دیکھتے ہی سوال کر ڈالا' اس قدر رش میں بھی انہوں نے کسی نہ کسی کونے سے اس پر نظر رکھی تھی۔

"اس روز چھوٹی آپا کو دیکھنے یہی لوگ آئے تھے' جب آپ کے سر میں درد اٹھا ہوا تھا۔" مریم نے صاف صاف بتا دینا مناسب سمجھا اور پھر باقی تفصیل



Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

بھی سنادی۔

وہ دونوں اب باہر آ چکی تھیں' ہمایوں دوبارہ نظر نہیں آیا' شاید اس کا وہاں سے کام ختم ہو چکا تھا۔

بینا بھابھی کرید کرید کر تفصیل معلوم کرنا چاہ رہی تھیں اسے جتنا کچھ معلوم تھا' بتا دیا' پھر بھی ان کی تسلی نہیں ہو پا رہی تھی۔

دو چار سوالوں کے جواب میں مریم سے "مجھے نہیں پتا" سن کر وہ کچھ خاموش ہو گئیں' رکشہ میں بہت سارے سامان کے ساتھ بیٹھتے ہوئے مریم کو خیال آیا کہ بینا بھابھی کو جہاں اتنا کچھ پوچھنے کا خیال آ رہا ہے' وہاں ان سے اتنا بھی نہ ہوا کہ وہ جو اتنی دیر ان کے ساتھ کرائے کے مزدور کی مانند سامان ڈھوتی پھری ہے' اس سے اتنا ہی پوچھ لیتیں کہ "بی بی! تمہیں بھی کسی چیز کی ضرورت ہو تو دلوا دوں۔" لیکن پھر دوسرے ہی لمحے اس نے اپنے خیال پر توبہ کی۔

دوسروں سے خواہ مخواہ کی توقعات وابستہ کرنا اس کا مزاج نہیں تھا' پھر بھی نہ جانے کیوں؟

بینا بھابھی نے گھر میں قدم رکھتے ہی جو پہلے دو کام کیے۔ ان میں سے ایک تو اپنا سارا سامان' گھر والوں کو ذرا سی بھی جھلک دکھائے بغیر بند کا بند اپنے بیڈ روم میں پہنچانے کا کیا اور دوسرا گھر والوں کو مریم سے ہمایوں کی ملاقات کی اطلاع دینے کا کیا۔

"میں تو بھئی' سچی بات ہے' کسی کو پہچانتی نہیں ہوں' اور نہ ہی مریم نے مجھ سے ملوایا' وہ تو بعد میں میرے پوچھنے پر اس نے بتایا ہے' باقی تفصیل آپ خود معلوم کریں۔" بینا بھابھی میں یہ وصف تھا کہ وہ بڑی سے بڑی بات بھی مسکرا کر کہہ دیتی تھیں' سامنے والے کو برا ماننے کا موقع ہی نہیں مل پاتا۔

مریم بھی حیران حیران سی ان کی شکل دیکھتی رہ گئی۔ سارا کچھ تو انہوں نے اس سے اگلوا لیا تھا' اس کے علاوہ اس دوپل کی ملاقات میں رکھا ہی کیا تھا۔

اماں اور خوشی آپا دونوں ہی کو مریم کا ہمایوں سے بینا کو نہ ملوانا برا لگا تھا' اسے اس اتفاقی ملاقات کی خاصی دیر صفائی دینی پڑ گئی۔ ان دونوں ہی کی سمجھ میں یہ بات آ کر ہی نہیں دے رہی تھی کہ آخر مریم نے بھاوج کے تعارف میں سستی کیوں کی۔

وہ تو اچھا ہوا کہ اسی دوران ثنا کی امی کا فون آ گیا' وہ اس جمعہ کو آنے کا کہہ رہی تھیں' اور ان کی اس دوبارہ آمد کی اطلاع اماں کو ساری ناگوار باتوں کو بھلانے پر مجبور کر رہی تھی۔ فون رکھتے ہی ان کا موڈ بدل چکا تھا۔

بینا بھابھی جو محض اس آس پر وہاں رک گئی تھیں' کہ نندوں کے حوالے سے انہیں دو چار فقرے اچھالنے کا موقع مل جائے گا' بدمزہ سی ہو کر اٹھ گئیں۔

جمعہ کا پروگرام سیٹ ہونے لگا۔

چھوٹی آپا کے جانے کے بعد مریم کا شمار بھی اماں کی اسسٹنٹ میں ہونا تھا' اسی لیے شاید انہوں نے آج اسے بھی اپنی مشاورت کمیٹی میں شامل کر لیا' بینا بھابھی کو بھی خوشی آپا بلانے گئیں مگر اب وہ تھک گئی تھیں اس لیے کمرے سے باہر نہیں نکلیں۔

"اور اللہ کے واسطے تم اپنی کوئی کارگزاری نہیں دکھانا' جیسے اس روز شرمندہ کروا کر رکھ دیا تھا۔" اماں نے چھوٹی آپا کو گھورا۔

کوئی اور وقت ہوتا تو وہ ضرور بحث میں پڑتیں' مگر اس وقت وہ بھی بہت خوش تھیں' اس لیے مسکرا کر ٹال گئیں۔ شام کو ابا کے سامنے یہ معاملہ ایسے وقت میں پیش کیا گیا' جب البصار بھائی بھی موجود تھے' ان کی بیوی پہلے ہی انہیں سمجھا چکی تھیں۔

"ابا کے کسی ملنے والوں نے یہ رشتہ بتایا ہے' ظاہر ہے کہ اچھا ہی ہو گا' آپ کو بیچ میں زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں ہے' کون سا ہمیں اس روز پوچھا تھا' جب ان لوگوں نے آنا تھا۔" ثنا وغیرہ کے اچانک آ جانے کا' بینا بھابھی کو یقین نہیں آتا تھا۔

وہ اپنے اور البصار کے نظر انداز کیے جانے کا گلہ دل میں لیے بیٹھی تھیں' اسی لیے جب آج اماں نے بڑے مان سے ان سے مشورہ چاہا تو وہ بے نیازی سے محض اتنا بولے کہ "ابا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں' اگر مطمئن ہیں تو بسم اللہ کریں۔"

ان کے جواب سے اماں کا دل تو بہت جلا مگر البصار بھائی کو وہ شروع سے ہی رعایت دیتی چلی آ رہی تھیں



Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کہ وہ گھر کے اکلوتے فرزند تھے' اس لیے خاموش رہیں۔

"ٹھیک ہے۔ ابھی انہیں آنے تو دو' دیکھتے ہیں کیا کہتی ہیں' پھر جو مناسب ہو گا' دیکھ بھال کر کریں گے۔" ابا نے متانت سے بات کو سمیٹا۔

اماں کے لیے جمعہ کا انتظار کٹھن ہو رہا تھا' کہاں تو ہفتہ ختم ہونے کی خبر نہیں ہوپاتی تھی' کہاں اب یہ دو دن اس قدر لمبے محسوس ہو رہے تھے' طرح طرح کے واہمے دل کو گھیرے لیتے۔ کیا خبر ان لوگوں کا ارادہ بدل جائے! کیا خبر وہ صبی کے بجائے خوشی کا ہاتھ مانگ لیں۔"

کیا خبر یہ!

کیا خبر وہ!

ان سارے خیالوں میں سب سے زیادہ ایکسائٹمنٹ انہیں اسی بات سے ہوتی کہ شاید ثنا کی امی نے خوشی آپا کا انتخاب کرلیا ہو یہ بات خود بخود ہی ان کے ذہن میں آئی تھی' ورنہ تو وہ انہیں بھولے ہی بیٹھی تھیں' ایک دن اکیلے میں انہوں نے مریم سے اس خیال کا اظہار کیا' تو وہ حیرت سے ان کی شکل دیکھنے لگی۔

اماں کے منہ سے اس نے ہمیشہ ہی چھوٹی آپا کے لیے فکر مندی کا اظہار سنا تھا' خوشی آپا کے لیے تو وہ ہمیشہ یہی کہتی تھیں کہ۔

"اپنا کما رہی ہے کسی کی محتاج تھوڑی ہے۔"

خوشی آپا ایک فارماسیٹوٹیکل کمپنی میں پچھلے کئی سالوں سے جاب کر رہی تھیں اور انہوں نے گھر والوں کو بہت سی فکروں سے آزاد کرر کھا تھا' حتی کہ اپنی بھی!

اماں کے خیال سے مریم متفق تو نہیں تھی کہ چھوٹی آپا کے حسن کے آگے کسی اور کا چراغ جلنا مشکل تھا' اب اگر ثنا کی امی نے ان کے ہاں آنے کا فیصلہ کر لیا تھا تو ننانوے فیصد چھوٹی آپا ہی کا چانس بننا تھا۔

اور' ہوا بھی یہی!

مگر اس کے ساتھ ہی ایک ایسی بات بھی ہو گئی' جس کی جانب کسی کا دھیان تک نہیں گیا تھا۔

ثنا کی امی نے اپنے بڑے بیٹے کے لیے تو توقعات کے عین مطابق چھوٹی آپا ہی کا انتخاب کیا تھا مگر اس کے ساتھ ہی انہوں نے ہمایوں کے لیے مریم کا رشتہ بھی طلب کر لیا تھا۔

اماں کی خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی' انہیں ایک ساتھ اپنی دو اہم ذمہ داریوں سے فارغ ہونے کا موقع مل رہا تھا۔ لڑکے دونوں ہی بے حد اچھے تھے۔

بڑے والے حسیب جو کہ بینک میں جاب کر رہے تھے اور چھوٹا ہمایوں جو کہ ایک پرائیویٹ کمپنی میں ملازم تھا۔

"سب سے بڑی بات تو یہ کہ دونوں بہنیں ہمیشہ ساتھ رہیں گی' صبی کا دوسرے لوگوں کے ساتھ نباہ کرنا آسان نہیں' مریم بہن ہے اس کی مزاج سے واقف ہے' سسرال میں ہر طرح کی اونچ نیچ کو سنبھال لے گی' اس کی طبیعت میں بہت برداشت ہے' ورنہ صبی تو۔"

اماں بات ادھوری چھوڑ کر ابا کی شکل دیکھنے لگیں۔ چھوٹی آپا سے بے حد محبت کے باوجود بھی انہوں نے دونوں بیٹیوں کا تجزیہ کرنے میں ڈنڈی نہیں ماری تھی۔

ابا ایک ساتھ دو کی شادی کرنے کے حق میں تھے نہ پوزیشن میں' ان کا خیال تھا کہ صبی کی شادی کے ساتھ مریم کی منگنی کر دی جائے اور شادی کے معاملے کو سال' دو سال پر اٹھا دیا جائے' پر اماں ان کی یہ بات نہ ماننے کا تہیہ کیے بیٹھی تھیں۔

اپنی لاڈلی بیٹی کے مزاج کا انہیں ڈر تھا' رشتہ کی فکر ختم ہوئی تو انہیں چھوٹی آپا کی سسرال میں ایڈجسٹمنٹ کی فکر ستانے لگی تھی' قدرت نے ہمایوں کا رشتہ بھیج کر جو موقع فراہم کیا تھا اس سے وہ بھرپور فائدہ اٹھانا چاہتی تھیں۔

"سال' دو سال تو بہت ہوتے ہیں۔" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائیں' چھوٹی آپا کو اتنے دن کے لیے آزمائش میں ڈالنا انہیں منظور نہیں تھا' سو ابا کو راضی ہونا ہی پڑا' البتہ مریم کی رضامندی لینے کی انہوں نے اماں کو ضرور تاکید کی۔

مریم تک بھی یہ خوش خبری پہنچ چکی تھی اور اس کا

ردعمل وہی تھا جو کہ عام طور پر کسی بھی لڑکی کا ہوتا ہے۔ پہلے وہ حیران ہوئی، پھر خوش اور اب شرمائی شرمائی گھوم رہی تھی، ہمایوں میں نہ پسند کرنے والی کوئی بات تھی ہی نہیں، بلکہ دیکھنے میں تو وہ بہت سوں سے اچھا تھا۔ مریم کو ڈیپارٹمنٹل اسٹور میں اس سے آخری ملاقات بار بار یاد آتی رہی، اس کا اونچی آواز میں اپنی والدہ کے فون کی اطلاع دینے کا انداز یقیناً ''معنی خیز'' تھا وہی انجان تھی اماں نے ان لوگوں کے ہاں ''ہاں'' کہلوادی تھی اور اس ''ہاں'' اور شادی کی تاریخ کے درمیان کا وقفہ بہت مختصر تھا۔

اب مصروفیات کا ایک انبار تھا، جس سے نپٹنا آسان نہیں تھا۔ خوشی آپا کی کمیٹیاں، ابا کے پراویڈنٹ فنڈ کی رقم، اماں کی جمع جوڑ، ملا کر اچھی خاصی رقم بن جاتی تھی، مگر پھر بھی اخراجات قابو سے باہر ہوتے جا رہے تھے۔

ثنا کی امی نے بے حد زور دے کر کم سے کم جہیز کی درخواست کی تھی، پر ان کی بات پر کان دھرنا کسی نے ضروری نہیں سمجھا۔

''لوگ پہلے ایسے ہی کہتے ہیں اور بعد میں طعنے دے دے کر دل چھلنی کر دیتے ہیں۔'' چھوٹی آپا زمانے بھر کی مظلومیت چہرے پر سجا کر تقریباً'' روزانہ ہی یہ جملہ کہتیں اور اماں ان کی اسی ادا پر جہیز کے اسٹینڈرڈ کو مزید ہائی کرنے کی کوششوں میں جت جاتیں۔

کپڑوں سے لے کر زیورات، کراکری، فرنیچر کے علاوہ بہت سی فضولیات بھی تھیں، جنہیں اگر شامل نہ بھی کیا جاتا تو شادی بخیر و خوبی انجام پا سکتی تھی۔ مگر کون کہہ سکتا تھا؟ بینا بھابھی نے دو چار موقعوں پر کمزور سا احتجاج کیا، تو اماں کو بے حد برا لگا۔ اب وہ دو بیٹیوں کی ایک ساتھ شادی کرنے جا رہی تھیں۔

یہی ایک بات انہیں خود اعتماد کرنے کے لیے کافی تھی، سو بینا بھابھی کے اعتراض کو ''بھاوج کا ازلی جلاپا'' کہہ کر ان کا منہ بند کیا اور نیز یہ کہ کون سا ان کے میاں کا پیسہ خرچ ہو رہا ہے؟''

چھوٹی آپا نے ساری شاپنگ کی ذمہ داری اپنے سر لے لی تھی۔

ان کا سارا سارا دن بازاروں میں گزرتا۔ وہ ایک بار شوق میں مریم بھی ساتھ ہولی تھی، مگر پھر اس نے توبہ کر لی، چھوٹی آپا کے ساتھ پھرنا اس کے بس سے باہر تھا۔ ایک شاپنگ سینٹر میں کئی گھنٹے گزار کر بھی وہ ذرا نہ تھکتی تھیں اور فوراً ہی کسی دوسری جگہ جانے کے لیے ٹیکسی رکوا لیتیں۔ ان کا اسٹیمنا قابل داد تھا۔

مریم کو آج کل وہ بے حد بدلی بدلی سی لگتی تھیں۔

ان کی شخصیت میں بڑا انقلاب آیا تھا۔ کفایت شعاری بلکہ کنجوسی کے فوائد پر جو ہدایتیں وہ صبح شام گھر والوں کو دیا کرتی تھیں اور خود بڑی سختی سے ان پر عمل کیا کرتی تھیں، ایک دم ہی بھول چکی تھیں۔

جیسا کہ مریم سمجھ رہی تھی کہ جہیز لینے کے معاملے میں وہ اماں کا خاصا روپیہ بچا دیں گی، ایسا بالکل نہیں ہو سکا تھا اپنے لیے لی جانے والی ہر شے کی کوالٹی اور کوانٹٹی کو بہتر سے بہتر دیکھنے کی خواہش میں وہ کچھ جنونی سی ہوتی جا رہی تھیں۔

''درجنوں بیڈ شیٹس تو آ چکی ہیں پھر یہ مریم کے لیے صرف آٹھ کیوں؟'' مریم کے لیے الگ نکال کر رکھی بیڈ شیٹس کو الٹ پلٹ کرتے ہوئے اماں نے پوچھ ہی ڈالا ''اور یہ ساری تو بالکل ہی ہلکی والی ہیں۔'' ان کے لہجے میں ناراضگی سی تھی۔

''بھی یہی ٹھیک ہیں اماں! اس سے اتنی چیزیں کہاں سنبھالی جائیں گی، میرے پاس حفاظت سے رہیں گی، بعد میں ان میں سے نکال کر دے دوں گی۔'' چھوٹی آپا نے بہت اطمینان سے اماں کے سوال کو ٹالا، اماں کو ان کی بات پر چاہے یقین آ گیا ہو، لیکن مریم کو شبہ ہی تھا، کیونکہ اس احتیاط کا مظاہرہ وہ ہر معاملے میں کر رہی تھیں، اپنے اور مریم کے کپڑے انہوں نے بالکل مختلف خریدے تھے، ان کے دو چار سوٹوں کو دیکھ کر، مریم کا دل بھی بے اختیار چاہ گیا تو وہ ان سے فرمائش کر بیٹھی تھی، مگر بے سود۔

''میں نے جان کر الگ الگ خریدے ہیں، ایک ہی جگہ ہمیں رہنا ہے، اب ایک جیسے کپڑے پہن کر گھومیں گے تو بالکل یونیفارم سا لگے گا۔''



Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

اس بات کی انہوں نے اتنی دیر وضاحت کی کہ مریم نے دوبارہ ایسی غلطی کرنے کی ہمت ہی نہیں کی' چھوٹی آپا غضب کی نکتہ داں تھیں' اپنی ہر بات کے لیے ان کے پاس جواز موجود رہتا تھا۔ سو جیسا انہوں نے چاہا تھا' ویسا ہی ہوا صرف ایک فرنیچر اور مشینری میں ان کی نہیں چل سکی کہ یہ شعبہ ابا اور ابصار بھائی سے متعلق تھا۔

چھوٹی آپا کی تمام تر دخل اندازی کے باوجود انہوں نے بیڈ روم سیٹ' دونوں کے لیے بالکل ایک جیسا ہی لیا اور بیڈ روم کے لیے ٹی وی سیٹ خریدنے کے وقت چھوٹی آپا کہتی ہی رہ گئیں کہ "مریم کو تو ٹی وی دیکھنے کا ذرا بھی شوق نہیں ہے۔" پر یہاں بھی ان کی ایک نہ چل پائی۔

"دیا جائے تو دونوں کو دیا جائے گا' ورنہ ایک کی بھی ضرورت نہیں ہے۔" ابا کے اس اعلان میں چھوٹی آپا کو نقصان کا اندیشہ نظر آیا' لہٰذا یہاں بھی خاموش ہونا پڑا۔ مریم خاموش تماشائی تھی۔

اس کے دو چار بار کے احتجاج کو اماں نے بہت لجاجت سے یہ کہہ کر کہ "جانے دو' بڑی بہن ہے اس کی عادت کا تو تمہیں پتا ہی ہے۔" غیر موثر کر دیا۔

مریم طبعاً "خود غرض" نہیں تھی اور آج کل ویسے بھی ہمایوں کو پانے کی خوشی' زیادہ دیر کسی بات پر کڑھنے کا موقع ہی نہیں دیتی تھی' لہٰذا آسانی سے مان گئی۔

یوں دھڑکتے دل اور اس دل میں چھپے بہت سے ارمان اور بہت سے اندیشے لیے وہ اس گھر میں داخل ہوئی' جہاں پر سکھ اور چین سے رہنے کے لیے اس نے بے حد دعائیں کی تھیں۔

چھوٹی آپا اس کی ہم قدم تھیں۔

♥ ♡ ♡ ♥

"اس روز جب ہم لوگ پہلی بار تمہارے گھر آئے تھے' جب ہی واپسی تک میں یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ شادی تم سے ہی کرنی ہے۔" شادی کے کئی دن بعد جب ہمایوں نے اس سے کہا تو وہ بے حد حیران ہوئی' کیونکہ اس دن ہمایوں کی کسی بات سے ایسا شبہ نہیں ہوا تھا۔ گیٹ پر چند جملوں کی براہ راست بات چیت کے بعد اندر ڈرائنگ روم میں سارا وقت وہ ابا سے ہی محو گفتگو رہا تھا' مریم کے خیال میں تو ہمایوں نے اس کی طرف براہ راست دیکھا تک نہیں تھا۔ مگر بعض فیصلے پل بھر میں ہوتے ہیں اور پھر زندگی بھر پر محیط ہو جاتے ہیں' ہمایوں بھی کسی ایسے ہی پل کی زد میں آیا تھا۔

جو بھی تھا' مریم بے حد خوش تھی' ہمایوں اس سے بے حد محبت کرتا تھا' اس کی ایک ایک بات کا خیال رکھنا گویا اس نے خود پر فرض کر لیا تھا اور اپنی اس اہمیت کا احساس مریم کو سرشار کیے رکھتا۔

"مریم۔" ثنا نے ہلکے سے دروازہ بجایا۔

"آجاؤ ثنا۔" مریم نے آواز دے کر کہا' وہ کمرے میں تنہا تھی اور الماری میں رکھے کپڑوں کی ترتیب درست کر رہی تھی۔

"مصروف ہو۔؟" ثنا اندر آتے ہوئے بولی "دراصل میں نے سوچا کہ تمہیں یاد دلا دوں آج رات کو صابر ماموں کے ہاں کھانے پر جانا ہے۔"

مستقل ہونے والی یہ دعوتیں تھکائے دیئے جا رہی تھیں مگر ان سے روگردانی کرنا ناممکن تھا۔ مریم کو بھی صابر ماموں کے ہاں کی دعوت یاد تھی۔

"بھابھی تو ابھی سے اپنے کپڑے پریس کر کے رکھ رہی ہیں' بہت پیارا سوٹ ہے بیج اور گولڈن' تمہاری طرف کا ہی ہے۔"

ثنا نے چھوٹی آپا کے متعلق کہا' انہیں وہ بھابھی کہتی تھی جبکہ مریم کو وہ سب کے کہنے کے باوجود بھی نام سے ہی پکار رہی تھی۔

"تم کیا پہنو گی؟" ثنا قریب آ کر اس کے کپڑے الٹ پلٹ کرنے لگی۔

"تم بتاؤ' کیا پہنوں۔" وہ مسکرائی۔

"یہ والا! نہیں یہ تو تم پہن چکی ہو۔" اس نے ایک سوٹ اٹھایا اور پھر خود ہی **ریجیکٹ** کر دیا' پھر دو' چار اور اسی سلوک کا شکار ہوئے' ثنا مطمئن نہیں ہو پا رہی تھی۔ ان لوگوں کا خاندان کافی باذوق تھا' اسی لیے وہ چاہتی تھی کہ اس کی بھابھیاں بہت منفرد نظر آئیں۔

"یہ ریڈ پشواز کیسی ہے؟" مریم نے اس کی پرابلم حل کرنا چاہی۔ سرخ پشواز کا سوٹ اس کی بری میں



Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

شامل تھا' بری کے سارے ہی کپڑے بہترین تھے اور ان لوگوں نے اس کے اور چھوٹی آپا کے کپڑوں میں صرف رنگ کا فرق کیا تھا۔

"چلو ٹھیک ہے۔" ثنا نے گہری سانس لی "ویسے یہ بھی زبیدہ آنٹی کی دعوت میں تم پہن چکی ہو' مگر خیر۔" مسئلہ حل ہو گیا تھا۔ مریم ریڈ پشواز کے سوٹ کو ایک طرف رکھ کر باقی کپڑے سمیٹنے لگی۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ثنا کو جیسے خیال آیا۔

"صبی بھابھی کی چوائس بہت اچھی ہے' تمہیں بھی اپنی شاپنگ ان ہی سے کرالینی چاہیے تھی' ایک سے ایک سوٹ ہے ان کے پاس' وہ بتا رہی تھیں کہ تمہیں زیادہ شوخ قسم کے کپڑے پسند نہیں ہیں۔"

وہ کچھ سمجھنے اور نہ سمجھنے کی درمیانی کیفیت میں اسے دیکھنے لگی۔

ثنا کو محسوس ہوا کہ جیسے وہ برا مان گئی ہے' اس لیے فوراً" ہی اپنی بات کی وضاحت کرنے لگی۔ "میں اعتراض نہیں کر رہی' سادگی اچھی چیز ہے' خود مجھے بھی زیادہ بھڑکیلے کپڑے پسند نہیں' میں تو اس خیال سے کہہ رہی تھی آج کل تم پر سادگی سوٹ نہیں کرتی۔" اپنی بات ختم کرتے کرتے وہ مسکرانے لگی "اور تم تو خیر اتنی پیاری ہو کہ کچھ بھی پہن لو' سب اچھا لگتا ہے۔"

ثنا کو باہر سے امی آواز دے رہی تھیں' وہ ان کی بات سنتے چلی گئی۔ مریم ابھی تک اس کی کہی بات کے زیر اثر تھی' اپنی جگہ پر خاموش بیٹھی دیر تک سوچتی رہی۔

چھوٹی آپا نے ثنا سے ایسا کیوں کہا؟ انہوں نے جو اسے بخشا تھا اس نے خاموشی سے لے لیا تھا' اس کے اور ان کے کپڑوں میں زمین آسمان کا فرق تھا' اور یہ فرق اب قدم قدم پر محسوس ہو رہا تھا۔ آئیے دن کی دعوتوں میں ان کی تیاری دیکھنے والی ہوتی تھی۔ شکل کی تو وہ پہلے ہی اچھی تھیں اور مزید چار چاند لگانے کے لیے لوازمات کی کمی نہیں تھی۔

اس شام وہ بہت بد دلی سے تیار ہوئی۔ ہمایوں کی تعریف سے بھی خوشی نہیں ہوئی۔ وہ خاموش سی جا کر ٹی وی لاؤنج میں بیٹھ گئی امی اور ثنا بھی تیار ہی تھیں بس چھوٹی آپا ہی اتر کر نہیں آئی تھیں' ان کا بیڈ روم اوپر تھا۔

ثنا دو بار اوپر ہو آئی تھی' چھوٹی آپا کو شاید کچھ دیر اور لگنی تھی۔ ہمایوں کو کسی سے فون پر بات کرنی یاد آگئی اور مریم یونہی بے خیالی میں لاؤنج میں اترتی سیڑھیوں کو دیکھے جا رہی تھی کہ چھوٹی آپا آتی نظر آئیں۔

وہ واقعی بے حد اچھی لگ رہی تھیں' اتنی کہ ذرا دیر کو تو وہ اپنے دل میں ان کے لیے ابھرتی رنجش بھلا بیٹھی' ان کا پہنا ہوا پیچ اور گولڈن سوٹ وہ پہلے بھی دیکھ چکی تھی اور اسے وہ بے حد پسند بھی آیا تھا۔

"چلو بھئی! کافی ٹائم ہو گیا ہے۔" ہمایوں بولتا ہوا ادھر ہی آ رہا تھا کہ اس کی بھی نظر ان پر پڑ گئی "ارے واہ زبردست سچ بھابھی آپ تو پہچانی نہیں جا رہیں۔" وہ اپنی بات بیچ میں ہی بھول گیا تھا۔

مریم کو بے حد محسوس ہوا۔ اس قدر بے ساختہ انداز میں اس نے کبھی بھی مریم کی تعریف نہیں کی تھی' کم از کم اس وقت تو اسے ایسا ہی لگا۔

اور پھر ہمایوں ہی نہیں امی' ثنا' ابا جی' سب نے ہی حسب توفیق چھوٹی آپا کی کچھ نہ کچھ مدح سرائی ضرور کی' مریم کا دل جلتا رہا' آج اسے پہلی بار چھوٹی آپا کی خود غرضی پر حقیقتاً" غصہ آ رہا تھا۔ موڈ چونکہ خراب ہو چکا تھا' سو اس کا اثر دیگر باتوں پر پڑنا بھی لازمی ہوا۔

صابر ماموں کے ہاں کی دعوت میں سارا وقت اس پر بد دلی سی چھائی رہی' ان کی بیوی اور بیٹیوں کی خوش مزاجی کا وہ خاطر خواہ جواب بھی نہیں دے سکی' احساس کمتری کا شکار ہونے کا یہ پہلا موقع تھا' سارا وقت یہی لگتا رہا کہ یقیناً" سب لوگ اسے چھوٹی آپا کے مقابلے میں بالکل ہی گئی گزری چیز سمجھ رہے ہوں گے' ان ہی سوچوں میں گم' اس کا زیادہ وقت منہ بند کیے بیٹھے ہی گزرا۔

چھوٹی آپا کی جانب صورت حال بالکل مختلف تھی' لگ رہا تھا کہ آج کا دن ان ہی کا ہے' ہر ایک سے داد تحسین وصول کرنے کے بعد قدرتی طور پر ان کا مزاج بہت خوشگوار ہو رہا تھا' بات بات پر ہنسی وہ اور بھی



Scanned with CamScanner

پیاری لگنے لگتیں۔ صابر ماموں کی بیٹی نے تو اکیلے میں ثنا سے کہہ بھی دیا کہ۔

"ثنا! تمہاری بڑی بھابھی کا تو جواب نہیں! جتنی خوب صورت ہیں اتنی ہی عادت کی بھی اچھی ہیں اور چھوٹی بھابھی تو معاف کرنا، کچھ مغرور سی محسوس ہو رہی ہیں۔"

ثنا بے چاری نے اس کی رائے کو درست کرنے کی کوشش بھی کی، مگر پہلا تاثر جو پڑ چکا تھا، اسے ہلکا ہونے میں وقت لگنا تھا۔

واپسی میں ہر ایک نے ہی مریم سے اس کی خاموشی کا سبب پوچھا، حسیب بھائی جو اپنی بیوی کی خوش لباسی اور خوش مزاجی دونوں ہی پر نثار تھے، ان کی آج کی پذیرائی کو رہ رہ کر جتائے جا رہے تھے۔

گھر پہنچ کر مریم فوراً ہی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے، سر میں درد ہے، ذرا لیٹوں گی" سیدھا سادا سا یہی بہانہ اسے سوجھا۔ آج وہ جس قدر خاموش تھی، اسی بنا پر کسی کو بھی اس کے بہانے پر شک نہیں گزرا۔ ثنا اس کے لیے چائے بنانے چلی گئی۔

"کیا بات ہے مریم! کیا زیادہ طبیعت خراب ہے؟۔" وہ ڈریسنگ ٹیبل کے آگے بیٹھی اپنا میک اپ صاف کر رہی تھی کہ چھوٹی آپا چلی آئیں "تم لیٹو، میں سر دبا دیتی ہوں۔" وہ پیار سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگیں۔

مریم کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔ ایک دم ہی اس کی آنکھوں سے آنسو چھلکنے لگے۔ چھوٹی آپا اسے گلے سے لگا کر تسلی دینے لگیں۔

"کیا ہوا؟ کسی نے کچھ کہہ دیا کیا؟ اماں یاد آ رہی ہیں؟ ہاں۔" وہ نفی میں سر ہلاتی رہی پر چھوٹی آپا نے کھڑے کھڑے فیصلہ کر لیا کہ مریم کو چند روز کے لیے میکے روانہ کر دیا جائے "میں ابھی ہمایوں سے کہتی ہوں کہ تمہیں کچھ دن کے لیے گھر چھوڑ آئے۔"

ان کے اس قدر التفات پر مریم کو دل سے شرمندگی محسوس ہوئی محض چند جوڑوں کے فرق پر وہ اپنی محبت کرنے والی بہن سے بدگمان ہو رہی تھی بلکہ بدگمان کیا، آج تو اسے ان سے باقاعدہ حسد محسوس ہوا تھا۔ خود کو لعنت ملامت کر کے اس نے پکا ارادہ کیا کہ آئندہ وہ ان بے وقوفانہ خیالات میں الجھنے کے بجائے سمجھ داری کا ثبوت دے گی۔

ثنا چائے کے برتن لے کر اٹھنے لگی تو چھوٹی آپا بھی اٹھ کھڑی ہوئیں، مریم کا موڈ اب خوشگوار ہو چکا تھا۔ ہمایوں کمرے میں آیا تو وہ اسے دیکھ کر ہلکے سے مسکرائی، مگر وہاں الٹا ہی اثر ہوا۔

"صابر ماموں کے ہاں تم پر کیا آفت آ رہی تھی جو چہرے پر بارہ بجا رکھے تھے۔"

جو بات وہ بھولنا چاہ رہی تھی، اس کا ابھی ہمایوں کو حساب دینا باقی تھا۔ اس نے خوامخواہ کے بہانے بنانے کے بجائے معذرت کر لینا بہتر سمجھا، مگر وہ سخت خار کھائے بیٹھا تھا۔ حسیب بھائی کی اتراہٹ اسے بہت کھلی تھی، مریم کو کافی دیر اس کی سننی پڑ گئی، اور جب اس کا موڈ بہتر ہوتا جا رہا تھا تو اسے کچھ اور بھی یاد آ گیا۔

"یہ بھابھی سے فریاد کرنے کیا ضرورت تھی اگر امی کے گھر جانے کو دل چاہ رہا تھا تو مجھ سے کہتیں، میں منع تو نہیں کر دیتا۔"

نہ جانے اس کے رونے کی داستان ہمایوں کے کانوں تک کس انداز میں پہنچی تھی، بہرحال وہ اب چھوٹی آپا کے لیے کوئی دوسری بدگمانی نہیں کرنا چاہتی تھی، اس لیے اس دوسرے مقدمے کی صفائی پیش کرنے لگی۔

ہمایوں کو منانا آسان نہیں تھا، اس بات کا اندازہ اسے صحیح معنوں میں اسی روز ہوا، اچھی طرح سے جرح کر لینے کے بعد وہ لیٹتے ہوئے بولا "خیر اب جو ہوا سو ہوا لیکن آئندہ کے لیے احتیاط رکھنا، تمہارے حوالے سے کوئی بھی بات، کسی دوسرے کے ذریعے مجھ تک نہ پہنچے، جو بھی اچھی بری کہنی ہے، صرف مجھ سے کہو۔"

مریم کے پاس اس کی کہی کسی بات پر اعتراض کی گنجائش نہیں تھی، لہٰذا وہ پوری سعادت مندی کے ساتھ اسے اپنا یقین دلاتی رہی۔

♥ ♡ ♡ ♥



Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

اپنے میکے وہ آئی تو دل نہ چاہتے ہوئے تھی، مگر اب جبکہ اسے آئے ہفتہ ہونے کو آ رہا تھا، واپس جانے کو دل ہی نہیں چاہ رہا تھا، اس مختصر سے عرصے میں وہی پرانے شب و روز لوٹ آئے تھے۔

شادی سے پہلے وہ اماں کے پاس سوتی تھی، چاہے وہ کتنا بھی غصہ کرتیں، وہ وہیں ان کے بستر میں گھسی رہتی۔ اب شادی کے بعد اس کی ویلیو میں اضافہ ہوا تھا۔ اماں اپنی اس چھوٹی بیٹی کو بہت لاڈ دلار سے خود اپنے پہلو میں سلا رہی تھیں۔

بے فکری کی نیند، صبح دیر تک سونا، خوشی آپا اور بھابھی سے گپیں لڑانا، اور سب سے بڑھ کر یہ صبح شام ہوئی میک اپ اور زیورات پہن کر تیار رہنے کا جھنجھٹ، ان سب سے آزادی کا احساس بھی بڑی نعمت تھا، وہ مزے سے رات کے کپڑے پہنے بال بکھرائے گھر میں گھومتی یا اپنے پودوں کی دیکھ بھال میں مصروف ہو جاتی مگر اب بے فکری کا یہ مختصر وقفہ ختم ہونے کو تھا!

رات ہمایوں کہہ گیا تھا کہ وہ کل تیاری رکھے وہ رات تک اسے لے جائے گا، اماں کو پتا چلا تو انہوں نے فوراً ہی تائید کی۔

”ہاں بس خیر ہے، کئی دن رہ لیں، اب اپنے گھر جاؤ۔“ ”مجھے صبی کی بھی فکر ہے، تم وہاں ہوتی ہو، تو بے فکری سی رہتی ہے۔“

اماں کو مریم کے بے حد یقین دلانے پر بھی اس بات کی طرف سے اطمینان نہیں ہوا تھا کہ چھوٹی آپا کے لیے وہاں کوئی مسئلہ نہیں ہے یا وہ ابھی تک اس گھر کے لیے کوئی مسئلہ نہیں بنی ہیں۔

چھوٹی آپا اس سارے ہفتہ میں بس ایک شام کو آئی تھیں اور وہ بھی کھڑے کھڑے، مریم پر انہوں نے زور دیا کہ وہ ابھی چند روز اور یہیں ٹھہری رہے، ہمایوں کو وہ خود سمجھا لیں گی، مگر وہ نہ مانی، ہمایوں کی ناراضگی جھیلنے کا تجربہ دہرانے کا اسے قطعی شوق نہیں تھا اس لیے دل نہ چاہتے ہوئے بھی جانے کے لیے تیار تھی۔

بینا بھابھی نے بھی خلاف توقع رکنے پر اصرار کیا تھا، اپنے پچھلے رویے کے برعکس اب وہ کافی تپاک سے پیش آنے لگی تھیں، ان میں آئی اس تبدیلی کا ذکر اس نے خوشی آپا سے کیا تو انہوں نے بھی تائید کی۔

”اصل میں زیادہ اختلاف تو اس کا صبی کے ساتھ رہتا تھا، اسی لیے الگ الگ رہا کرتی تھی، اب وہ یہاں نہیں ہے تو کس بات کی ناراضگی۔“ خوشی آپا کی بات پر وہ ذرا حیرت سے انہیں دیکھنے لگی۔

اصل میں اس نے بھی گھریلو سیاست کی جانب زیادہ توجہ نہیں دی تھی۔ بینا بھابھی گھر والوں سے کٹی کٹی رہتی تھیں اور جب کبھی سب کے بیچ آ کر بیٹھتیں تو ان کا لہجہ چبھتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔ وہ اسے ان کی عادت سمجھ کر خائف ہو جاتی، لیکن چھوٹی آپا سے بینا بھابھی کے تعلقات اتنے برے تھے، اسے واقعی معلوم نہیں تھا۔

چھوٹی آپا کا زیادہ تعلق اماں کے ساتھ تھا مریم سے وہ کبھی بھی زیادہ قریب نہیں ہوئیں۔ بس آتے جاتے نصیحت، ہدایت یا کبھی بہت موڈ میں ہوئیں تو دو چار ادھر ادھر کی باتیں کرتیں، گھر کے انتظام میں بڑا حصہ انہی کا تھا خوشی آپا کے لیے آفس ورک ہی بہت تھا، تقریباً تین سال پہلے ان کا پروموشن ہوا تھا، جب سے وہ اپنے کام میں کچھ زیادہ ہی الو الو ہو گئی تھیں۔

ہمایوں کے ساتھ جب وہ گھر میں داخل ہوئی تو سب سے پہلے ثنا سے سامنا ہوا۔ وہ اسے دیکھ کر خوش تو بہت ہوئی مگر کچھ حیران بھی تھی ”بہت اچھا کیا کہ تم آ گئیں میں تو ہمایوں بھائی سے روز کہتی تھی تمہیں لے آنے کو، آج بھی کہا تھا، پر یہ کہنے لگے کہ مریم کا کچھ دن اور ٹھہرنے کا پروگرام ہے۔“

مریم نے ہمایوں کی جانب دیکھا، تو وہ ہنستا ہوا آگے بڑھ گیا رات کافی ہو چکی تھی، چھوٹی آپا اور حسیب بھائی اوپر اپنے کمرے میں جا چکے تھے، مریم اپنی ساس سے مل کر بیڈ روم میں چلی آئی۔ انہیں بھی اس کے آج آنے کی اطلاع نہیں تھی۔

ہمایوں کمرے میں آیا تو مریم نے اس سے پہلا سوال گھر والوں کو لاعلم رکھنے کے بارے میں ہی کیا، پہلے تو اس نے مذاق میں ٹالنا چاہا مگر مریم سنجیدہ تھی، اسے اپنی ساس کے سامنے کچھ شرمندگی سی محسوس



Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

ہوئی تھی۔
"یار! وہ صبی بھابھی کا بے حد اصرار تھا کہ تمہیں ابھی وہیں رہنے دینا چاہیے' اس لیے میں نے سوچا کہ کسی کو اطلاع دیے بغیر ہی تمہیں لے آؤں۔"

ہمایوں کی وضاحت پر وہ خاموش ہو رہی' چھوٹی آپا کے بارے میں بات کرنے میں وہ محتاط رہتی تھی' ابھی اماں اور خوشی آپا سے مزید ہدایتیں لے کر لوٹی تھی' اس لیے اور کانشس تھی۔

ہمایوں کا آفس ٹائم تھوڑی دیر سے شروع ہوتا تھا' اس سے مریم کو بہت سہولت رہتی تھی' اطمینان سے سب کام ہو جاتا تھا' گھر کے کام میں وہ اور چھوٹی آپا دونوں ہی حصہ لینے لگی تھیں' لیکن کاموں کے لیے دوسرے لوگ بھی تھے۔

صفائی برتن' کپڑوں کی دھلائی کے علاوہ روٹی پکانے کے لیے رشیدہ تھی' یہ ان لوگوں کی پرانی کام والی تھی اور اس کی مدد کے لیے ایک ماسی بھی روزانہ آتی تھی۔ سالن وہ لوگ خود بنا لیتی تھیں یا صبح کا ناشتہ تھا جو گھر کی خواتین کی ذمہ داری بنا ہوا تھا۔

صبح اٹھنے کے بعد مریم کی واحد فکر ہمایوں کا ناشتہ ہوا کرتا تھا' صبح سویرے جانے والے جس بھاگ دوڑ میں ناشتا کرتے ہیں' اور اکثر نہیں بھی کرتے ہیں' ہمایوں کو ایسی کوئی مجبوری نہیں تھی۔

وہ بہت آرام سے ناشتہ کرتا اور وہ بھی پورے اہتمام کے ساتھ سلائس' انڈا جیم مکھن جوس یا دودھ کے ساتھ پورج' معمولات میں تھے۔ اس کروفر والے ناشتے نے شروع میں تو مریم کو بوکھلا کر رکھ دیا' ابھی ایک چیز لا رہی' تو دو بھول رہی ہے' اور دو لا رہی ہے تو تین بھول رہی ہے۔ دراصل ان کے اپنے گھر میں کوئی بھی صبح صبح اتنی تفصیل میں نہیں جاتا تھا' جسے باہر جانا ہوتا' وہ ایک آدھ سلائس اور انڈا' یا بس جیم لگا کر چائے پی لیتا تھا' اور جو گھر میں رہنے والے ہوتے وہ بہت موڈ میں ہوتے تو پراٹھا بنا لیتے تھے' پر اب وہ ہمایوں کی طرز کو اپنانے کی کوشش میں تھی۔

آج ٹرے میں ناشتہ لگاتے ہوئے اس نے کئی چیزوں کی محسوس کمی کی فرج میں سیب بھی نہیں تھے' اور جیم کی بوتل بھی خالی پڑی تھی۔ گھر میں چیزیں ختم ہو ہی جاتی ہیں' یہی سوچ کر اس نے زیادہ توجہ نہیں دی سلائس سینک کر انڈا فرائی کیا اور ہمایوں کے لیے لے گئی۔

"آج پھر یہی انڈا اور سلائس۔" ہمایوں نے منہ بنایا۔

مریم کو اس کا یہ ناشکرا پن برا لگا مگر صبح ہی صبح کچھ کہنا مناسب نہیں تھا' اس لیے بات کو ٹالنا چاہا "ختم ہو گئی ہیں' جیم اور جیلی کی باٹلز اور پھل بھی اتفاق سے کوئی نہیں تھا۔"

"یہ اتفاق ہوتے ہوتے آج چوتھا دن ہے' اگر ختم ہو گئی ہیں چیزیں تو منگائی کیوں نہیں جا رہیں۔" ہمایوں نے غصے سے کہا' مریم کو کیا معلوم تھا وہ تو رات ہی واپس آئی تھی' دھیرے سے بولی۔

"آج آپ لیتے آیئے گا' آفس سے واپسی میں۔"

ہمایوں ناشتہ شروع کر چکا تھا' اس کی بات سن کر لاپروائی سے بولا "میں کیوں لاؤں! حسیب بھائی لاتے ہیں' امی ان ہی کو ان سب چیزوں کے پیسے دے دیتی ہیں۔"

وہ ناشتہ کر کے آفس چلا گیا۔ حسیب بھائی بھی جا چکے تھے' ان کا ناشتہ چھوٹی آپا اوپر ہی لے جاتی تھیں۔

ثنا نے بی اے کر لیا تھا وہ آج کل فارغ تھی' اس فرصت کا مزا وہ لمبی نیند لے کر اٹھا رہی تھی' مریم کچن میں آئی تو وہ اپنے لیے ناشتہ تیار کر رہی تھی' چھوٹی آپا بھی وہیں تھیں۔ مریم کو خیال آیا تو ان سے مخاطب ہو کر بولی۔

"چھوٹی آپا! حسیب بھائی کو یاد دلا دیجیے' جیم وغیرہ ختم ہو گئے ہیں اور پھل بھی کوئی نہیں ہے گھر میں۔"

چھوٹی آپا اس کی جانب سے پشت کیے کیبنٹ میں کچھ ڈھونڈ رہی تھیں' اسی میں بدستور منہ دیے کھڑے رہیں۔

"اوں! ہنہ۔" ثنا ہلکے سے کھنکاری۔

مریم نے اس کی جانب دیکھا' وہ چائے کے کپ میں چمچہ چلا رہی تھی' مریم کو اس کی کھنکھار میں معنی خیزی جھلکتی دکھائی دی تھی۔



Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

"تم چائے پیو گی مریم؟" اس نے پوچھا تو مریم سے پہلے ہی چھوٹی آپا تڑتے ہوئے بولیں۔

"تمہارے ہاں کسی کو بھی بے وقت چائے پینے کی عادت نہیں ہے اور مریم! تمہیں بھی اپنی عادتیں بگاڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔" پہلا جملہ انہوں نے ثنا کو اور دوسرا مریم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

ثنا کو ان کا کہنا شاید برا لگا تھا۔ اس لیے رکھائی سے بولی "اور کون کون سی عادتیں بگڑی ہوئی ہیں ہم لوگوں کی یہ بھی بتادیں۔"

"مجھے بتانے کی کیا ضرورت ہے، جب کسی کو خود ہی احساس نہیں۔" چھوٹی آپا نے لہجہ کو اس سے بھی زیادہ سخت کرلیا۔ مریم دم بخود سی ان دونوں کے انداز کی تبدیلی کو دیکھ رہی تھی۔

ثنا نے چائے کے کپ کو زور سے پٹخا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ مریم اسے روکتی ہی رہ گئی۔ مگر وہ کچن سے باہر جا چکی تھی، فضا میں ایک دم ہی تناؤ سا محسوس ہونے لگا۔

چھوٹی آپا اسی بے نیازی سے چیزوں کی اٹھا پٹخ میں مصروف تھیں۔

"کیا ضرورت تھی آپ کو ثنا سے الجھنے کی۔ اور وہ بھی بنا کسی بات کے۔" مریم کو ان کے رویے پر بہت حیرت تھی۔

"ضرورت کیوں نہیں تھی؟" وہ گردن جھٹکتے ہوئے بولیں "ابھی تو میں نے کچھ بھی نہیں کہا۔ آئینہ دکھادوں تو ثنا بیگم منہ چھپاتی پھریں گی۔"

"ایسی تو کوئی خدانخواستہ ثنا میں برائی نہیں ہے۔" مریم خفگی سے بولی۔

چھوٹی آپا سالن میں ڈالنے کے لیے آلو کاٹ رہی تھیں اور مریم دیکھ رہی تھی کہ وہ داغ دھبے کی پروا کیے بغیر کاٹے جا رہی تھیں، اس طرف توجہ دلانا ضروری تھا، سو اپنی بات ادھوری چھوڑتے ہوئے بولی۔

"دیکھ کے چھوٹی آپا! یہ آلو تو خراب لگ رہا ہے۔"

"کوئی خراب وراب نہیں، ذرا سا دھبہ ہے۔" انہوں نے حسب عادت سنی ان سنی کی اور آلو کاٹنے کی رفتار اور بڑھادی۔

اس طرف سے مایوس ہو کر مریم واپس اپنے ٹاپک پر آگئی "اچھا یہ بتایئے کہ چار دن میں آپ کی ثنا سے کیا ناراضگی ہو گئی ہے۔" دراصل زیادہ حیرت اسے اس لیے تھی کہ ہفتہ بھر پہلے جب وہ یہاں سے گئی تھی تو کسی ایسی ٹینشن کا شائبہ تک نہیں تھا، بلکہ اس کے مقابلے میں چھوٹی آپا کے گن زیادہ بہتر انداز میں گائے جاتے تھے۔

چھوٹی آپا چند ثانیہ اس کی شکل دیکھتی رہیں، پھر چولہے کی آنچ ہلکی کرتے ہوئے بولیں۔

"دیکھو مریم! تم میری عادت سے واقف ہو، میں صاف بات کرنے کی عادی ہوں، تمہاری طرح خوامخواہ کی خوشامد تو مجھ سے ہوتی نہیں ہے۔"

ان کی توجہ لمحہ بھر کے لیے ہٹی، کام والی اندر آئی تھی، وہ اسے ہدایتیں دینے لگیں۔ مریم کو ان کا اپنے بارے میں ریمارک برا لگا مگر صبر کرکے بیٹھی رہی۔

"ہاں تو میں کیا کہہ رہی تھی۔" چھوٹی آپا نے اپنی بات کا سرا وہیں سے جوڑا "تو یہ جو ثنا ہے نا، اس کی عادتیں صاف بات ہے، بہت بگڑی ہوئی ہیں، اس قدر چٹوری اور فضول خرچ لڑکی میں نے نہیں دیکھی، یہی عادتیں رہیں تو بھائیوں کو کنگال کرکے چھوڑے گی۔"

مریم نے ایک لمبی سی سانس لی۔

بات اب سمجھ میں آئی تھی۔ شادی کی تیاریوں کے سلسلے میں چھوٹی آپا کی بدلی ہوئی جون اور بعد میں بھی ان کا بظاہر نارمل رویہ محض ایک عارضی فیز تھا، جو اسے غلط فہمی میں مبتلا کیے ہوئے تھا۔

"صبح شام کی بھائیوں سے فرمائشیں، یہ لادو، وہ لادو، اس غضب کی سردی میں بھی آئس کریم کھائے بغیر لاڈلی بہن کو نیند نہیں آتی اور پر سے بڑی بی کو بیٹی کا جہیز جمع کرنے کا بھی چسکہ ہے، ابھی تین چار دن پہلے دونوں ماں بیٹی شاپنگ کرکے آئی ہیں، بس یہ سمجھ لو کہ ہزاروں روپیہ پر پانی پھیرا ہے، میرا تو جب سے......"

چھوٹی آپا اپنے اصل کی جانب لوٹ رہی تھیں اور اب پہلے سے کہیں زیادہ شدت ان کی باتوں میں محسوس ہو رہی تھی مریم کو گھر کا چین سکون رخصت ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا، کچن میں رشیدہ کام شروع کر چکی تھی، اس لیے وہ پھر کسی وقت چھوٹی آپا کو سمجھانے



Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کی خوش فہمی دل میں لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔
تھوڑی دیر کے لیے ثنا اور امی کے کمرے میں جا کر بیٹھی، اس کا خیال تھا کہ چھوٹی آپا کے روپے کی بدصورتی کا کچھ نہ کچھ خمیازہ اسے بھی ان لوگوں کی رکھائی کی شکل میں بھگتنا پڑے گا، مگر ایسا نہیں ہوا۔

ثنا اور امی دونوں ہی کا انداز بے حد نارمل تھا۔ وہ اتنے دن سے گئی ہوئی تھی، وہ لوگ اس کے بغیر دل نہ لگنے کا گلہ کرتی رہیں، پھر ثنا اپنی ساری شاپنگ اٹھا لائی، جو بقول چھوٹی آپا کے ہزاروں روپوں پر پانی پھیر کر کی گئی تھی۔

"میں تو امی کو منع بھی کر رہی تھی، خوامخواہ اتنے کپڑے نہ لیں مگر یہ مانیں ہی نہیں۔" ثنا کی منگنی اپنی خالہ کے ہاں ہوئی ہوئی تھی، وہ لوگ ریاض میں سیٹل تھے اس کی شادی میں بس اب کچھ مہینوں کی دیر تھی۔

مریم اس کی چیزوں کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتی رہی مگر اس نے ایک بات نوٹ کی کہ امی بار بار یہ ضرور جتا رہی تھیں کہ ثنا کے لیے اس کے ابا نے رقم محفوظ رکھی تھی، جن سے یہ سب اخراجات ہونے تھے۔

ان کے اس طرح کہنے سے مریم نے بے اختیار سوچا کہ چھوٹی آپا کے رویے کو دیکھ کر وہ بے چاری اپنے دفاع میں اور کہیں گی بھی کیا؟

حسیب بھائی گریڈ ون میں تھے۔ ان کی آمدنی، ہمایوں سے کہیں زیادہ تھی، اس بات کا احساس چھوٹی آپا کو شادی کے بعد فوراً ہی ہو گیا تھا اور جب گھر کے خرچ کے لیے دونوں بھائیوں کی امی کو دی جانے والی رقوم کا فرق انہیں محسوس ہوا، تو وہ بے چین ہو اٹھیں۔

"یہ کیا طریقہ ہے، جتنی رقم ہمایوں دیتا ہے، بس اتنی ہی آپ دیں ہم کوئی زیادہ کھاتے ہیں گھر میں۔"

"بے وقوفی کی باتیں مت کرو صبی۔" حسیب کو پہلی بار ان پر غصہ آیا۔ "ہمایوں کی جتنی تنخواہ ہے وہ اس حساب سے زیادہ ہی گھر میں دیتا ہے، اور پھر وہ چھوٹا بھی ہے میری ذمہ داری زیادہ ہے، امی، ابا ثنا کی شادی سب کچھ مجھے ہی دیکھنا ہے۔"

"اور میں کس کی ذمہ داری ہوں؟"

"تمہاری کسی بات میں کوئی کمی نہیں ہوگی، یہ یقین رکھو۔" وہ ماتھے پر شکن ڈالے ڈالے اخبار پڑھنے لگے گویا اب اس موضوع پر مزید بات نہیں کرنی۔

چھوٹی آپا نے اس وقت تو میاں کا موڈ بھانپ کر کچھ کہنے سے احتراز کیا، مگر اندر سے وہ سخت بے چینی کا شکار تھیں، ان کی حریص طبیعت اپنے مال میں کسی کی بھی شرکت کو گوارا نہیں کر سکتی تھی، شوہر کی آمدنی پر وہ صرف اپنا حق تصور کر رہی تھیں، اور کسی دوسرے بڑے سے بڑے حقدار کو گنتی میں نہ لانے کا تہیہ کیے ہوئے تھیں، سو معاملے کو کسی دوسرے انداز میں سیٹل کرنے کا پروگرام بنانے لگیں۔

♥ ♡ ♡ ♥

"حسیب، آپ نے جو پانچ ہزار روپے مجھے دیے تھے، وہ نہ جانے کہاں گر گئے، ذرا دیر کے لیے بس بازار گئی ہوں۔" وہ روہانسی سی ہوئی کھڑی تھیں۔

"گر گئے! ایسے کیسے تم نے لاپروائی سے رکھے تھے۔" حسیب بھی پریشان ہو گئے۔

"کیا کہوں بس! قسمت میں نقصان لکھا تھا سو ہو کر رہا۔ میری تو خود سمجھ میں نہیں آ رہا، اتنی سخت ضرورت تھی ان پیسوں کی مجھے۔" قریب تھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو نہ بہنے شروع ہو جائیں۔

حسیب کے لیے یہ نظارہ ناقابل برداشت ہوتا، وہ پانچ ہزار کو بھول کر ان کی دل جوئی میں لگ گئے۔

"ارے بھول جاؤ، گئی ہوئی چیز کا کیا افسوس کرنا، تم مجھ سے پانچ ہزار اور لے لینا۔"

چھوٹی آپا یہی سننا چاہ رہی تھیں، آنسو صاف کرنے سے پہلے۔۔۔ انہوں نے میاں کی جیب سے پیسے نکلوائے اور اپنی دانش مندی پر خود کو شاباش دیتی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

گھر میں جس جس نے سنا، بے حد افسوس کا اظہار کیا، کسی نے ان کی لاپروائی کو نہ جتایا الٹا اظہار ہمدردی ہی کیا۔ بس ایک ہمایوں تھا جس نے اس خبر کو ایک تمسخرانہ مسکراہٹ کے ساتھ سنا اور اکیلے میں مریم سے بولا۔

"تمہاری چھوٹی آپا نے تو کئی دن صبر سے گزار



Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

دیے، مجھے تو اس ڈرامے کا انتظار تھا۔"

مریم نے اس کی بات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ چھوٹی آپا اور ہمایوں کے تعلقات زیادہ عرصے خوشگوار نہیں رہے تھے۔

دراصل دو ایک بار چھوٹی آپا نے اس کے سامنے اٹھتے بیٹھتے اتنا جتا دیا تھا کہ محض گھر والوں کے ناشتہ کے لوازمات پر ہی حسیب کا ہزاروں روپیہ خرچ ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد سے ہمایوں نے بڑی باقاعدگی سے سب کچھ خود ہی لانا شروع کر دیا تھا' اور وہ سب اسی اکیلے کے لیے نہیں ہوتا تھا' سب سے بڑھ کر خود چھوٹی آپا کے زیر استعمال رہتا تھا ہمایوں کے دل میں ان کی طرف سے گرہ پڑ گئی تھی اور اب وہ ان کی اکثر چھوٹی موٹی باتیں نوٹ کرتا اور مریم کو جتانا کبھی نہیں بھولتا۔

پھر کچھ ایسا ہوا کہ چھوٹی آپا کے ساتھ ہونے والے اتفاقات کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔

کبھی ان کے پیسے کہیں گر جاتے' کبھی جہاں انہوں نے رکھے ہوتے وہاں سے نہیں ملتے اور کبھی تو ایسا بھی ہوتا کہ حسیب بھائی انہیں قسمیں کھا کر یقین دلاتے کہ وہ انہیں پیسے دے چکے ہیں اور وہ بے حد معصومیت سے انکاری ہو جاتیں۔

"میں کوئی جھوٹ بولوں گی تھوڑے سے پیسوں کی خاطر اور میں کون سا آپ سے مانگ رہی ہوں' میرا تو کوئی بڑا خرچ ہے ہی نہیں' آپ کو بھی معلوم ہے۔"

انہیں یقین کرنا پڑتا۔

سارا گھر اس صورت حال میں بوکھلایا رہتا تھا پرانے ملازمین بھی شک کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے تھے۔

آئے دن کے ان نقصانات کا اثر لازماً' گھر کے بجٹ پر پڑتا تھا۔ چھوٹی آپا کو پہنچنے والے ان دھچکوں کا ازالہ گھر کے اخراجات میں کٹوتی کر کے پورا کر دیا جاتا تھا' یوں حسیب بھائی کی جانب سے امی کو ملنے والی رقم مختصر سے مختصر تر ہوتی جا رہی تھی۔ وہ بے چاری مہینہ پورا کرنے کے چکر میں ہلکان رہتیں' بعض اوقات تو ثنا کے لیے رکھی گئی رقم میں سے کچھ نہ کچھ بینک سے نکلوانا پڑ جاتا فراغت کا جو احساس شروع دنوں میں اس گھر میں مریم نے محسوس کیا تھا' وہ اب بہت ہلکا پڑ چکا تھا۔

مریم نے دبے لفظوں میں اماں سے ذکر کیا' وہ چاہ رہی تھی کہ اماں اپنے طور پر چھوٹی آپا کو سمجھائیں مگر انہوں نے اس کو بات کو قابل توجہ جانا ہی نہیں' شروع میں وہ چھوٹی آپا کی جانب سے جتنی فکر مند تھیں' اب حسیب بھائی کو ان کے کنٹرول میں دیکھ کر لاپروائی کی حد تک مطمئن تھیں۔

خوشی آپا کا پروموشن ہو گیا تھا' اور وہ اب اس قدر مصروف رہتی تھیں کہ ان سے بات کرنا مشکل ہوتا تھا۔

بینا بھابھی سے وہ اپنے سسرال کی کوئی بات کرنا نہیں چاہتی تھی' سو اب دل ہلکا ہو تو کہاں ہو؟

مریم نے میکے جانا بہت کم کر دیا۔

اسی رات ہمایوں کے کپڑے استری کرتے ہوئے اسے شرٹ کا رنگ کچھ اڑا ہوا سا محسوس ہوا تو یونہی کہہ بیٹھی۔

"ہمایوں! آپ اپنے لیے ایک دو شرٹیں لے لیں' اس کا کلر تو بالکل فیڈ ہوتا جا رہا ہے۔"

"کہاں سے لے لیں' میرے پاس بچتا ہی کیا ہے!" وہ تلخی سے ہنسا۔ مریم چور سی ہو گئی' چھوٹی آپا کا رویہ اسے احساس جرم میں مبتلا رکھتا تھا۔ بہت کوشش کرتی کہ کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکلے جسے پکڑا جا سکے' مگر پھر بھی چوک ہو جاتی۔

اس رات بہت سوچنے کے بعد اس نے اگلے دن اپنی ساس سے مشورہ کرنے کی ٹھانی۔

مریم چاہ رہی تھی کہ گھر کے ملازمین میں کمی کر کے' اس مد میں کچھ بچت کر لی جائے' اس کی ساس کو بالکل بھی منظور نہیں تھا۔

"نہیں بیٹا! بے چارے غریب اتنے برسوں کے لگے ہیں' کیا کہہ کر انہیں ہٹاؤں! نہیں! نہیں! میرا دل نہیں مانتا!" مریم نے بہت اصرار کیا تو وہ کچھ ناراض سی ہو گئیں۔



Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

"ثنا کی شادی ہو جائے' اس کے ابا کی پینشن سے جو کمیٹی چل رہی ہے وہ بھی چند مہینوں تک ختم ہو جائے گی' پھر اس پینشن کی رقم سے ہی میں ان لوگوں کی تنخواہ دے دیا کروں گی۔"

مریم بے بسی سے ان کی شکل دیکھنے لگی' وہ انہیں ناراض نہیں کرنا چاہ رہی تھی' اس کے پیش نظر ہمایوں پر پڑے بار میں کمی کرنا تھی۔

مریم لاؤنج میں آئی تو حسیب بھائی اور چھوٹی آپا پر نظر پڑی وہ لوگ شاید کہیں جا رہے تھے۔

"مریم! ہم لوگ کھانا باہر ہی کھائیں گے۔" چھوٹی آپا نے اسے اطلاع دی' اپنے پروگرام وہ گول مول انداز میں ہی بتایا کرتی تھیں۔

مریم نے اثبات میں سر ہلا دیا' اور پھر اس کی توجہ چھوٹی آپا کی گردن میں پڑے گولڈ کے بے حد خوب صورت سیٹ نے کھینچ لی۔

"گولڈ کا ہے چھوٹی آپا؟ ابھی لیا ہے۔!" وہ اشتیاق سے پوچھنے لگی۔

"آں! ہاں! بس ایسے ہی ستامل رہا تھا تو خرید لیا۔" وہ ٹالنے کے انداز میں کہتی آگے بڑھ گئیں۔ گویا سونا نہ ہوا کوئی روزمرہ کے استعمال کی چیز ہو گئی۔

مریم کی نگاہوں میں ہمایوں کی رات والی شرٹ گھوم گئی۔ چھوٹی آپا سے بدگمانی رکھنے کا اس کا وہ پکا پکا ارادہ بار' بار مٹی کا ڈھیر ثابت ہو رہا تھا لیکن وہ خود کو پھر سمجھا بجھا لیتی۔

پچھلے دنوں حسیب بھائی کو دو انکریمنٹ ملے تھے جن کے بارے میں چھوٹی آپا نے یہ کہا تھا کہ وہ رقم حسیب کو کسی پچھلے قرض کی ادائیگی کے سلسلے میں خرچ کرنی پڑ گئی تھی۔ وہ لوگ باہر نکل گئے تھے۔

گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز پر ابا جی کمرے سے باہر آئے۔ وہ بہت کم گھر کے کسی معاملے میں دخل دیتے تھے' گھر کے بزرگوں کو اپنے کمروں تک محدود رکھنے کا برا چلن اس گھرانے میں بھی رواج پاتا جا رہا تھا۔

"حسیب چلا گیا کیا۔" ان کے استفسار پر مریم نے سر ہلایا تو وہ کچھ مایوس سے ہو گئے۔

"کوئی کام تھا ابا جی۔!"

"ہاں بیٹا! میری دوا ختم ہو گئی ہے۔ دو دن سے حسیب کو یاد دلا رہا ہوں' بھول جاتا ہے۔" وہ جوڑوں کے درد کا شکار رہتے تھے۔ گرمی کے موسم میں تو اتنی تکلیف نہیں ہوتی تھی' پر سردیاں ان کے لیے صبر آزما ہوتی تھیں۔

"ابھی ہمایوں آجائیں' وہ لے آئیں گے جا کر۔"

مریم کو ان کی تکلیف کا سوچ کر افسوس بھی ہوا اور شرمندگی بھی۔

انہوں نے دواؤں کا پرچا اور پیسے مریم کے ہاتھ میں تھما دیے۔ اس نے انہیں پیسے لوٹانے بھی چاہے مگر وہ نہ مانے۔

اپنے بہت سے خرچ وہ خود پورے کرتے تھے۔ مریم کو گرم پانی کی بوتل کمرے میں پہنچانے کی ہدایت کر کے وہ اپنے کمرے میں چلے گئے۔

مریم نے دل میں سوچا کہ اچھا ہی ہے جو ابا جی' بیٹوں کے بہت زیادہ دست نگر نہیں ورنہ اب صورتحال کس قدر خوفناک ہو سکتی تھی' اس کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔

*...*...*

گھر میں ثنا کی شادی کا تذکرہ رہنے لگا تھا۔ اس کے خالہ' خالو کا عنقریب پاکستان آنے کا ارادہ ہو رہا تھا اور یہ نیک کام اسی بار انجام پانا تھا۔

امی نے اس کے اکاؤنٹ میں جمع رقم سے تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ ان کی بہن نے سختی سے منع کر دیا تھا کہ وہ خوامخواہ کی فضولیات میں نہ پڑیں۔ ثنا کو یہاں تو رہنا نہیں تھا۔ اس لیے فرنیچر اور دوسری بہت سی چیزوں پر خرچ ہونے والی رقم بچ جانی تھی۔

مریم کا خیال تھا کہ اس رقم کو ثنا کو ہی گفٹ کر دینا چاہیے' اپنے اس خیال کا اظہار وہ ایک دن چھوٹی آپا کے سامنے بھی کر بیٹھی' تو وہ ایک دم ہی غصے میں آگئیں۔ ان کا خیال تھا کہ بچ جانے والی رقم پر بھائیوں کا حق بنتا تھا بلکہ بھائیوں میں بھی وہ محض حسیب بھائی کا ذکر کر رہی تھیں۔

"حسیب کے پاس ہے کیا۔ جو کچھ کمایا' گھر والوں پر



Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

خرچ کردیا۔ آج اگر نوکری چھٹ جائے تو چند دنوں میں فاقے کرنے پڑجائیں گے۔"

"خدا نہ کرے۔" مریم دہل کر بولی۔ یہ عبرتناک منظر کشی وہ بچپن سے ہی سنتی آرہی تھی۔ "اللہ کا شکر ہے' ہزاروں سے بہتر حالات ہیں حسیب بھائی کے۔"

"ہاں بس' اپنے سے نیچے دیکھ کر ہی دل کو تسلی دے لیتے ہیں ورنہ تو زمانے کے ٹھاٹھ دیکھ کر تو اپنے حال پر رحم ہی آتا ہے۔" وہ تمسخرانہ لہجے میں بولیں۔

ان کی ناشکر گزاری اب انتہا کو پہنچتی جارہی تھی۔ مریم کو ان کی باتوں سے خوف آنے لگا تھا۔

اللہ نے جس فیاضی سے انہیں نوازا تھا اس کے لیے کبھی وہ شکر کا کلمہ زبان سے ادا نہ کرتیں۔ حسین صورت' اچھا شوہر' معقول آمدنی اور اب کچھ عرصے بعد ان کے ہاں خوش خبری بھی متوقع تھی۔

"تمہارے پاس تو اب لینے دینے کو کچھ ہے نہیں' ساری تنخواہ تو گھر میں ہی خرچ ہوجاتی ہے' اپنے دس کام......"

"ابصار بھائی بھی تو گھر سنبھالے ہوئے ہیں چھوٹی آپا' ان کی پے تو حسیب بھائی سے بہت کم ہے پھر بھی انہوں نے ہم دونوں بہنوں کو ایک ایک سیٹ دیا ہی۔" مریم سے برداشت نہ ہوا تو جتا ہی دیا۔

چھوٹی آپا کو پیچھے مڑ کر دیکھنے کی عادت نہیں تھی سو بے حد برا مانیں۔ اپنے بھائی' بھابھی کو برا بھلا کہنے کے علاوہ انہوں نے مریم کو بھی نہیں بخشا' یہ تک کہہ دیا کہ وہ تو اپنے میاں کی ساری تنخواہ بچا کر مزے میں ہے' ساری مصیبت تو ان ہی کے سر ہے۔

دونوں بہنوں کے درمیان کئی دن تک اس بحث کے بعد تناؤ کی کیفیت رہی پھر خود ہی نارمل ہوگئیں۔ دراصل مریم کو شروع سے ان کی باتوں کو نظرانداز کرنے کی عادت تھی' اسی جگہ پر اماں کا خدشہ درست محسوس ہوتا تھا اگر مریم کی جگہ کوئی دوسری لڑکی ہوتی تو یہی بات اتنی لمبی چلتی کہ دوسرا سرا ہاتھ آنا مشکل ہوجاتا۔

چھوٹی آپا کے وہ سارے خوش نما لباس جن کی بنا پر انہیں خوش ذوقی کا اعزاز حاصل ہوا تھا' یکایک ہی بے کار ہوگئے۔ ان کے کہنے کے مطابق یا تو انہیں کہیں نہ کہیں سے کیڑے نے کاٹ لیا یا پھر ان کی موجودہ کنڈیشن میں وہ ان کے پورے نہیں آرہے تھے' سو اب ثنا کی شادی کے لیے ان کے پاس ایک بھی کپڑا نہیں تھا جو پہننے لائق ہوتا۔

جیسا حلیہ وہ شادی سے پہلے بنا کر گھوما کرتی تھیں' اب اس سے بھی دو ہاتھ آگے جارہی تھیں۔ ان کی شخصیت بے حد تضاد کا شکار ہوتی جارہی تھی۔ ایک طرف تو انہیں شوبازی کا بھی چسکہ تھا اور دوسری طرف وہ اپنی ذات کے علاوہ کسی دوسرے پر ایک روپیہ خرچنے کی روادار نہیں تھیں۔

جب تک ثنا کی شادی دور تھی۔ وہ اپنی آرائش میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھتیں۔ ان کی ساری کنجوسی گھر والوں کی حد تک تھی اور اب جب کہ ایک بالکل جائز خرچہ سر پر آپہنچا تھا' ان پر زمانے بھر کی غربت چھاتی جارہی تھی۔

مریم کی مایوں میں وہ جتنے برے حلیے میں شریک ہوئیں' وہ سارے گھرانے کے لیے شرمندگی کا باعث بنا۔ کئی بار دھلا ہوا کاٹن کا سوٹ پہنے' وہ کہیں سے بھی گھر کی بڑی بہو نہیں لگ رہی تھیں۔ مریم نے اگر پہلے ان کے کپڑے دیکھ لیے ہوتے تو کبھی انہیں یہ پہننے نہ دیتی مگر ستم یہ ہوا کہ وہ ناسازی طبع کا بہانہ کرکے اپنے کمرے میں ہی لیٹی رہیں اور اتریں تو اس وقت جب ہال مہمانوں سے بھر چکا تھا اور چھوٹے موٹے کاموں میں گھری مریم کو دم مارنے کی بھی فرصت نہیں تھی۔ اس کی نگاہ تو ان پر اس وقت پڑی جب وہ اپنی پرانی مداح صابر ماموں کی بیٹیوں کے ساتھ لاؤنج کے ایک کونے میں بیٹھی نہ جانے کون سی حکایت غم سنا رہی تھیں۔

جس کے تاثرات چہرے پر صاف دیکھے جاسکتے تھے۔ وہ اس قدر اجڑی اجڑی سی لگ رہی تھیں کہ کوئی حد نہیں۔ اس وقت اگر انہیں کچھ کہا جاتا' تو وہ اردگرد لوگوں کی پرواہ کیے بغیر کوئی بھی جواب پکڑا سکتی تھیں۔ سو وہ ضبط کرکے رہ گئی۔

اماں' خوشی آپا اور بینا بھابھی بھی قدرے دیر سے ہی



Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

آئی تھیں۔ تقریب کے بعد اماں کے سپرد چھوٹی آپا سے جواب طلبی کا کام کر کے وہ خود پیچھے ہی رہی۔ گھر میں کام بے حد پھیلا ہوا تھا اور اسے اپنی ذمہ داریوں کے علاوہ چھوٹی آپا کی کوتاہیوں کا ازالہ بھی کرنا پڑ رہا تھا۔ ثنا نے اس کے ساتھ بہت اچھی طرح وقت گزارا تھا' اس کا ہر کام وہ دل کی پوری خوشی کے ساتھ کر رہی تھی۔

سمیع جس کے ساتھ ثنا کی شادی ہو رہی تھی' اچھا لڑکا تھا ان لوگوں کو شادی کے مہینے بھر بعد ہی واپس ریاض چلے جانا تھا ثنا کو بھی ان لوگوں کے ساتھ ہی جانا تھا۔

*...*...*

"مریم!" ہمایوں اسے پکارتا ہوا کچن میں چلا آیا' حسب توقع وہ وہیں ملی' رات کی تھکان اتر چکی تھی اور وہ بے حد فریش موڈ میں تھی۔

"ناشتہ واشتہ ملے گا!"

"آپ چلیں! میں لا رہی ہوں۔" مریم نے اسے وہاں سے ٹہلانا چاہا۔

"جا رہے ہیں۔" وہ مسکرا دیا اور پھر پراٹھے پکاتی ہوئی رشیدہ سے مخاطب ہو کر بولا "رشیدہ آپا' ہماری بیگم تو آپ کی اسسٹنٹ بن گئی ہیں' انہیں بھی اپنے جیسے زبردست پراٹھے پکانا سکھا دیں۔"

رشیدہ آپا اتنے مہینوں میں مریم کی دل سے قدردان ہو چکی تھیں' اور انہیں اپنی مردم شناسی پر ناز بھی بہت تھا' فوراً" ہی مریم کے گن گانے شروع ہو گئیں۔ انہیں چھوٹی آپا کا ناشتہ اوپر پہنچانے کی ہدایت کر کے وہ خود لاؤنج میں ناشتہ لگوانے چلی آئی۔

ابھی صرف گھر کے ہی لوگ تھے' کل مہندی کے دن چند رشتہ داروں کی دوسرے شہر سے آمد متوقع تھی' سو وہ کل کا کافی کام آج ہی نپٹا لینا چاہتی تھی۔ خلاف توقع حسیب بھائی نیچے ہی بیٹھے تھے' امی ان کے پاس بیٹھی دھیرے دھیرے کچھ کہہ رہی تھیں' وہ سننا تو نہیں چاہ رہی تھی' پھر بھی چند ایسے فقرے اس کے کانوں میں پڑ گئے جن سے اندازہ ہوا کہ وہ چھوٹی آپا پر سخت معترض تھیں۔

حسیب بھائی سر جھکائے بیٹھے تھے مریم کو یاد آیا کہ جن دنوں ان لوگوں کی شادی نئی نئی تھی اور سوائے گھومنے پھرنے اور دعوتیں اڑانے کے کوئی کام نہیں تھا' ان دنوں حسیب بھائی کس قدر خوش باش اور اسمارٹ دکھائی دیتے تھے' ان کی زبان اپنی بیوی کی تعریف کرتے نہیں تھکتی تھی اور اب تو وہ سب لوگوں کے درمیان اگر بیٹھ بھی جاتے تو یوں کہ ان کی موجودگی کا احساس تک نہ ہوتا' جبکہ ہمایوں اب ہمہ وقت خوشگوار موڈ میں رہنے لگا تھا' وہ اب آمدنی اور اخراجات کو بیلنس رکھنے کا گر سیکھتا جا رہا تھا اور پھر اسے مریم کا ساتھ میسر تھا' جو ذرا بھی ڈیمانڈنگ نہیں تھی' اس کی نرم خوئی ہمایوں پر گہرا اثر ڈال رہی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

ثنا کی شادی کا ہنگامہ ختم ہوا تو اس کی روانگی کے ساتھ ہی امی اور اباجی کا بھی عمرہ پر جانے کا پروگرام بننے لگا' ثنا کی ساس امی کی اکلوتی چھوٹی بہن تھیں' انہوں نے امی اور اباجی کو تیار کر کے ہی چھوڑا۔

"بڑی دلہن کی طرف سے فکر رہے گی' وہ فارغ ہو جاتیں تو زیادہ بے فکری سے چلے جاتے۔" امی کا اشارہ چھوٹی آپا کی طرف تھا۔ پر ثنا کی ساس کا کہنا تھا کہ چھوٹی آپا کے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ ان کی دیکھ بھال کے لیے ان کی اماں اور بہنیں وغیرہ ہیں' اللہ کے گھر کی حاضری کو ٹالنا مناسب نہیں ہے۔"

چھوٹی آپا ان لوگوں کے جانے کی سب سے زیادہ حمایتی تھیں' ثنا کی شادی پر انہوں نے اسے رسماً" بھی کچھ نہیں دیا تھا' جب کہ امی نے مایوں کے تلخ تجربہ کے بعد مہندی والے دن اپنے پاس سے انہیں دو بہترین سوٹ دلوائے تھے' جو انہوں نے اگلی دو تقریبات میں بہت ذوق و شوق سے پہنے تھے۔

سب لوگ چلے گئے تو گھر ایک دم ہی خالی خالی سا لگنے لگا' مریم کو دن گزارنا دوبھر ہو جاتا' چھوٹی آپا کے پاس زیادہ دیر بیٹھنے کا خطرہ وہ خود مول لینا نہیں چاہتی تھی' ان کے ساتھ اختلاف رائے ہونے میں محض ایک پل لگتا تھا' لہٰذا کیا فائدہ تھا گھر کا ماحول خراب کرنے کا۔ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی تھی' اس



Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

لیے وہ انہیں گھر کے کاموں سے بری الذمہ کیے رکھتی تھی، اور وہ آج کل اپنے ناشکرے پن کے ساتھ ساتھ دوسرا بڑا کام آرام کرنے کا کر رہی تھیں۔

مریم کبھی فرصت میں چھوٹی آپا کے رویے کا تجزیہ کرتی تو حیران رہ جاتی تھی، شادی سے پہلے ان کی طبیعت کنجوسی کی طرف مائل تھی، جسے وہ سب لوگ کفایت شعاری کا نام دے کر کبھی خوش اور کبھی چڑنے لگتے تھے، مگر اب زندگی کے اس دور میں وہ بہت مختلف انداز میں سامنے آئی تھیں، اپنی ذات کے معاملے میں وہ بے حد حریص ہو چکی تھیں۔

زندگی نے انہیں بہت کچھ دیا تھا۔ مگر وہ، وہ سب بھی چھین لینا چاہتی تھیں، جو ان کا نہیں تھا اور اس رویے میں دن بدن شدت آتی جا رہی تھی۔ وہ ہزاروں کی نسبت خوش قسمت قرار دی جا سکتی تھیں، مگر وہ لاکھوں کے مقابلے میں خود کو بد قسمت سمجھ کر زیادہ مطمئن ہوتی تھیں۔ شکر گزار لوگوں کے لیے اللہ کے ہاں کیا صلہ ہے، اس کے متعلق انہیں کوئی حدیث، کوئی آیت یاد نہیں تھی۔

"کیسی طبیعت ہے چھوٹی آپا!" مریم مسکراتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی۔ ہمایوں اور حسیب بھائی کے آفس چلے جانے کے بعد وہ ان کا ناشتہ لے کر اوپر آئی تھی۔

وہاں حسب معمول رات بھر نیند نہ آنے سے لے کر بے چینی، گھبراہٹ اور نہ جانے کس کس چیز کی شکایتیں حاضر تھیں، ان کے منہ سے شکر الحمدللہ سننے کی حسرت ہی رہ جاتی تھی۔ ناشتہ انہیں کبھی پسند آیا ہی نہیں تھا، بس منہ بنا بنا کر کھاتی رہیں۔

"یہ سلائس اس قدر سنکے ہوئے کیوں ہیں۔؟"

"آپ پراٹھا کھا لیں۔"

"پراٹھا کھا کر طبیعت بھاری ہو جاتی ہے۔"

"دودھ پی لیں۔"

"دودھ کون سا خالص آ رہا ہے، آدھا پانی ملا ہوتا ہے۔ کوئی پیے تو کیا پیے۔!"

اس ساری بحث اور تمحیص کے دوران وہ ساری چیزیں جو ٹرے میں ہوتیں، وہ کھا چکتیں، تو وہ برتن اٹھا کر نیچے کا رخ کرتی۔ پیچھے پیچھے وہ بھی ہدایتیں دینے کے لیے اتر آتیں۔ اوپر بیٹھ کر وہ گھی، گوشت، مسالہ، سرف، صابن اور دیگر اشیاء کے زیادہ استعمال پر کیسے نظر رکھ سکتی تھیں، مریم کا سارا سلیقہ، ساری پھرتی ان کی تنقید کے سامنے دھری کی دھری رہ جاتی۔

"تمہیں تو خرچ کا اندازہ ہی نہیں۔ تمہارے ہاتھ میں اگر گھر کا حساب ہو تو تیس دن کا بجٹ، ہفتہ بھر میں ہی فیل ہو جائے۔" اسی طرح کے جملے اسے سارا دن سننے کو ملتے، وہ رشیدہ اور ماسی کی موجودگی کا بھی لحاظ نہیں کرتی تھیں۔

مریم سوچتی تھی کہ آخر چھوٹی آپا کو اس کے بارے میں یہ زبردست غلط فہمی کیوں ہے، فضول خرچ تو وہ کبھی بھی نہیں رہی تھی، اماں کے گھر کی حد تک اس کے شوق محض نت نئے پودے خریدنا، دو ایک مہینے کے فرق سے کوئی سستا سا کاٹن کا سوٹ لے لینا یا کبھی بہت دنوں میں ایک آدھ لپ اسٹک خرید لینا اور بس!

اپنی اس معصومانہ شاپنگ کو وہ بے حد اشتیاق سے کیا کرتی تھی، مہنگے کپڑوں، مہنگے کاسمیٹکس کی طرف کبھی اس کی نگاہ جاتی ہی نہیں تھی، مڈل کلاس چاری تو فضول خرچی یوں بھی افورڈ ہی نہیں کر سکتی ہے۔

رشیدہ اور ماسی پر اس ہر وقت کی روک ٹوک کا جو اثر پڑنا تھا، پڑ کر رہا!

پہلی تاریخ کو ماسی نے تو کمال بے مروتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا استعفیٰ پیش کر دیا اور تنخواہ لے کر یہ جا وہ جا! رشیدہ آپا پرانے تعلق کی مروت میں خاموش تھیں لیکن تاثرات ان کے بھی بہتر نہیں تھے، ماسی کے جانے سے جو اضافی کام انہیں کرنا پڑتا، اس کی بوکھلاہٹ علیحدہ تھی۔ یہ سب امی اور ابا جی کے جانے کے محض پندرہ بیس دنوں میں ہی پیش آ چکا تھا۔

مریم کو ان لوگوں کی جلد واپسی کا بے تابی سے انتظار تھا، مگر امی اور ابا جی جاتے ہوئے جتنے تامل کا شکار ہو رہے تھے، اب وہاں سے جلد واپسی کے موڈ میں نہیں تھے، اب ان کا حج تک رکنے کا پروگرام بن رہا تھا، فون پر ان کے ارادے کی بابت جان کر مریم ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکی، جتنی عظیم سعادت امی اور



Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اباجی کو حاصل ہوئی تھی اس کے آگے یہ چھوٹی موٹی پریشانیاں وہ بخوشی جھیل سکتی تھی۔ ان لوگوں کو اطمینان سے وہاں رہنے کا کہہ کر وہ خود رشیدہ آپا کی معاون بنی سارا دن گھر کے دھندوں میں مصروف رہنے لگی، رات گئے تک وہ اس قدر تھک چکی ہوتی تھی کہ قابل رحم محسوس ہوتی۔

ہمایوں روز کسی دوسری کام والی کو رکھنے پر زور دیتا، مگر مریم ٹال جاتی۔ ان حالات میں کوئی بھی یہاں ٹکنے والا نہیں تھا، اس لیے یہ کام امی وغیرہ کے آنے پر چھوڑ دینا ہی بہتر تھا۔

دن یوں بھی گزر جاتے تو غنیمت تھا، پر آگے کچھ اور بھی تھا، جسے جھیلنا واقعی صبر آزما تھا۔

ہمایوں فطرتاً "گرم مزاج تھا" اکثر چھوٹی چھوٹی باتوں کو پکڑ لیا کرتا تھا، مریم کے ساتھ نے اسے بڑی حد تک بدل دیا تھا، پھر بھی پرانی عادتیں اتنی جلدی کہاں ساتھ چھوڑتی ہیں۔ آفس میں کسی معمولی سی بات پر اس کی اپنے باس سے تلخی اس حد تک بڑھی کہ وہ کھڑے کھڑے استعفیٰ دے کر گھر آگیا۔ پرائیویٹ کمپنی تھی، کوئی زیادہ اونچے رولز بھی نہیں تھے کہ کچھ سیکوریٹی ہوتی، منٹوں میں سارا کھیل ختم ہوا۔

"کچھ تو تحمل سے کام لیا کریں۔ اب بنے گا کیا؟ سوچا بھی ہے؟" مریم نے پہلی بار اپنی پریشانی چھپانے کی ضرورت محسوس نہیں کی، اسے ہمایوں کے غیر ذمہ دارانہ رویے کا بے حد ملال تھا۔

"مل جائے گی دوسری نوکری بھی، بس چند دنوں کی بات ہے!" وہ پرامید تھا کہ زیادہ دن بے روزگار نہیں رہنا پڑے گا، کافی عرصے سے فیلڈ میں تھا، لوگوں سے کانٹیکٹ میں تھا۔ پر مریم کے دل کو دھڑکا لگ چکا تھا، گھر کے خرچ کے لیے جو رقم ہمایوں امی کے سپرد کیا کرتا تھا، اس پہلی کو وہ چھوٹی آپا کے سپرد کر چکی تھی اور اب دوسری پہلی کے آنے میں تقریباً" تیرہ دن باقی تھے۔ ثنا کی شادی میں وہ لوگ اپنی چھوٹی موٹی بچتیں خرچ کر چکے تھے اور اب کوئی خاص بڑی رقم اس کے ہاتھ میں نہیں تھی۔

آنے والی پہلی تاریخ مریم کو ایک بڑا سوالیہ نشان معلوم ہو رہی تھی۔ چھوٹی آپا سے اسے کوئی اچھی امید ذرا بھی نہیں تھی، وہ اچھے وقت کی ساتھی نہ بن سکی تھیں، برے کی کیا ہوتیں!

ان تک اس حادثے کی اطلاع حسیب بھائی کے ذریعے سے اسی شام پہنچ چکی تھی۔

"کمال ہے بھئی! ہمایوں کو ذرا بھی خیال نہیں آیا کہ میرے اس کارنامے کا اثر میرے بیوی بچوں پر پڑے گا۔"

ہمایوں اور مریم کے ہاں ابھی کسی بچہ کا کوئی ذکر نہیں تھا مگر وہ اس صورت حال کو مستقبل تک پھیلا کر دیکھ رہی تھیں "ساری غلطی تمہاری ہے۔ تم نے ہر بات میں اسے من مانی کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔"

"لیجیے! غلطی پھر میری نکل آئی!" مریم نے بے بسی سے انہیں دیکھا حالانکہ اس معاملے کا سارا اثر اس کی ذات پر پڑ رہا تھا، مگر بجائے ہمدردی کے چھوٹی آپا اسی کے قصور گنوانے بیٹھی تھیں۔

"اللہ مالک ہے چھوٹی آپا!" وہ اٹھ کھڑی ہوئی، مگر انہیں چین کہاں تھا، ایک اچھی خاصی معقول رقم کی کمی ان کے لیے ناقابل برداشت ہو رہی تھی۔

ہمایوں خالی نہیں بیٹھا تھا، جاب اس نے چھوڑ تو دی تھی لیکن اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ ایک دو ماہ بھی بے روزگار رہ جانا اس کے لیے بے حد پریشان کن ثابت ہو گا، اسی لیے وہ اگلے دن سے ہی دوڑ دھوپ میں لگ گیا تھا۔

ثنا کا فون آیا، تو اتفاق سے مریم نے ہی ریسیو کیا ہمایوں اور حسیب بھائی دونوں ہی گھر پر نہیں تھے اور چھوٹی آپا سے دور چلے جانے کے باوجود بھی اس کے تعلقات خوشگوار نہیں ہو سکے تھے۔ وہ مریم کا حال احوال پوچھتی رہی۔ امی اور اباجی کا وہاں بے حد دل لگا ہوا تھا اور زیادہ وقت وہ عمرے کی سعادت حاصل کرتے ہوئے گزار رہے تھے۔ ان کا اب حج کے بعد آنا کنفرم ہو چکا تھا۔

"کس کا فون تھا؟" وہ فون رکھ کر پلٹی تو چھوٹی آپا کھڑی تھیں۔ مریم تفصیل بتانے لگی تو وہ بات کاٹ



Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

کر بولیں۔

"ہمایوں کی نوکری چھٹنے کا بتایا تم نے۔؟"

اس کے نفی میں سر ہلانے پر وہ غصہ میں آ گئیں "بتانا تو چاہیے تھا' ماں باپ کو بھی تو معلوم ہو کہ صاحبزادے کیا کارنامہ انجام دے کر بیٹھے ہیں۔"

"کیا فائدہ انہیں پریشان کرنے کا؟ نوکری تو مل ہی جائے گی چھوٹی آپا!"

"ہاں وہ لوگ پریشان کیوں ہوں گے بھگتنے کو ہم جو بیٹھے ہیں ارے اس مہنگائی کے دور میں آسان ہے دو آدمیوں کو بٹھا کر کھلانا۔" وہ ایک دم ہی چیخنے لگیں۔

مریم ہکا بکا ان کی شکل دیکھے جا رہی تھی' ابھی تو مہینہ ختم بھی نہیں ہوا تھا' اور وہ لوگ اپنے دیے ہوئے پیسوں میں ہی سے کھا رہے تھے۔ پھر یہ ہنگامہ کس لیے!

حسیب بھائی گھر آ چکے تھے' وہ بے چارے اب جھینپے جھینپے سے رہتے تھے' چھوٹی آپا نے انہیں بے حد کنٹرول میں رکھا ہوا تھا' وہ ان کے آگے بول ہی نہیں پاتے تھے' اس وقت بھی کمزور سا احتجاج کر کے رہ گئے۔

مریم اپنے کمرے میں آ گئی۔ اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں' اپنے کمرے میں آتے ہی وہ بری طرح پھوٹ پھوٹ کر رو دی' آج سے پہلے اسے چھوٹی آپا کے رویے کا اتنا افسوس نہیں ہوا تھا' ہمایوں کی اس عارضی بے روزگاری نے شاید اسے زیادہ حساس کر دیا تھا۔

چھوٹی آپا موقع کی تلاش میں تھیں' ورنہ پروگرام تو ان کا پہلے سے ہی تھا' اگلے ہی روز سے اوپر کی منزل میں بنے ہوئے مختصر سے کچن میں ان کی الگ گھرداری شروع ہو گئی' پکانے والی کا انتظام وہ پہلے سے کیے ہوئے تھیں' نیچے کے کچن سے ڈبوں میں رکھی ساری اشیاء انہوں نے آدھی کیں اور اوپر ٹرانسفر کر دیں۔

دراصل ان کے دل میں یہ وہم جڑ پکڑتا جا رہا تھا کہ نہ معلوم ہمایوں کی بے روزگاری کتنے مہینوں پر محیط ہو جائے اور انہیں ان دونوں کو بٹھا کر کھلانا پڑ جائے' اتنی دریا دلی وہ افورڈ نہیں کر سکتی تھیں۔

مریم کو ڈر لگتا رہا کہ اب نہ معلوم ہمایوں چھوٹی آپا پر رکھ کر اسے کتنی باتیں سنائے گا مگر خلاف عادت وہ بالکل خاموش رہا' حسیب بھائی سے اس نے کچھ کہا یا نہیں' یہ اسے معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ اگلے روز جب صبح رشیدہ کام پر آئی وہ نرم لہجے میں ان سے بولا "رشیدہ آپا! جب امی اور ابا جی واپس آ جائیں تب آپ کام پر واپس آ جائیے گا' ابھی آپ ایسا کریں کہ اپنی بیٹی سے جا کر مل آئیں' چند روز کے لیے۔!"

اپنی جیب سے نکال کر اس نے کچھ روپے بھی انہیں پکڑا دیئے۔ انہیں حالات کا تھوڑا بہت اندازہ ہو رہا تھا' اس لیے پیسے لینے میں تھوڑی پس و پیش کرنے لگیں' پر ہمایوں کے اصرار پر مجبور ہو گئیں' ان کی بیٹی پچھلے سال ہی شادی ہو کر رحیم یار خان گئی تھی' اور وہ کئی بار اس سے ملنے جانے کا پروگرام بنا چکی تھیں۔ وہ رخصت ہوئیں تو ہمایوں ٹیلی فون پر کسی سے بات کرنے لگا۔

مریم خاموشی سے یہ ساری کارروائی دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں تکلیف تو اٹھانا پڑے گی مریم! مگر یہ ضروری تھا' ہماری پریشانی نہ معلوم کتنے دن کی ہے' اپنے ساتھ کسی دوسرے کو بھی آزمائش میں کیوں ڈالیں!" وہ ٹیلی فون رکھ کر مریم سے کہنے لگا۔ اس کا اشارہ رشیدہ کی برخواستگی کی جانب تھا "اور جب اپنوں کے رویے ہی اس قدر تکلیف دہ ہیں تو پھر کہنے کے لیے رہ بھی کیا جاتا ہے!"

یہ واحد شکایت تھی' جو اس کے لبوں پر آئی' پھر دوبارہ اس نے حسیب بھائی یا چھوٹی آپا کے بارے میں کچھ نہیں کہا' بلکہ وہ تو کچھ ایسا ہو گیا تھا جیسے اس کا ان لوگوں سے کوئی ناتا ہی نہیں رہا ہو' کبھی سامنا ہو جانے پر وہ صرف سلام کر لیتا اور بس!

مریم فکرمندی سے اس کے چہرے کو تکتی رہی' ایک گہری سوچ ہمایوں کے چہرے پر بھی پھیلی ہوئی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

اوپر اماں اور خوشی آپا آئی ہوئی تھیں۔ چھوٹی آپا کا



Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

بیٹا بیس دن کا ہو چکا تھا۔ اللہ کی ان پر نوازشات میں کمی نہیں ہوئی تھی۔

اماں کا آج کل زیادہ وقت ان ہی کے پاس گزر رہا تھا' اماں کی تو مرضی تھی کہ چھوٹی آپا ہاسپٹل سے ان کے گھر چلی چلیں' پر وہ نہ مانیں' انہیں اب اپنے گھر میں زیادہ آرام محسوس ہوتا تھا' سو اماں ان کی خدمت گزاری کے لیے یہیں آجاتی تھیں۔

چھوٹی آپا کا بیٹا بہت پیارا تھا' مریم کو اسے گود میں لے کر بیٹھنے میں بڑا مزا آتا تھا' ایک عرصے بعد ان کے ہاں کوئی چھوٹا بچہ آیا تھا' بینا بھابھی اور ابصار بھائی ابھی اس نعمت سے محروم تھے اور خود مریم اور ہمایوں بھی۔

اوپر ان سب کی محفل جمی ہوئی تھی' مگر وہ تھوڑی سی دیر بیٹھ کر نیچے چلی آئی۔

رشتے اب اسے اداس کرنے لگے تھے۔

ہمایوں کی اس تین مہینے کی بے روزگاری نے اسے بہت حساس کر دیا تھا۔ گو کہ ہمایوں نے اسے ممکنہ پریشانیوں سے بچانے کی پوری کوشش کی تھی' چند ہزار کے پرائز بانڈ پڑے تھے' وہ بدلوا کر اور کچھ اپنے دوستوں سے قرض لے کر وہ گھر کی گاڑی چلائے جا رہا تھا۔ امی ابا جی کو بھی اس کی نوکری ختم ہو جانے کی خبر ہو چکی تھی' پر اس نے انہیں بھی ہر طرح کا اطمینان دلا دیا تھا۔

"کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے ابا جی! بات چل رہی ہے' جلدی کام بن جائے گا۔ انشاء اللہ بس آپ دعا کریں۔"

ان لوگوں کو یہاں الگ الگ کھانا پکنے کی کہانی کی خبر نہیں تھی' اس لیے گھر کے اخراجات کے بارے میں ہمایوں اور مریم کی پریشانی سے بھی آگاہ نہیں تھے۔ ہمایوں نے مریم کو بھی سختی سے کچھ بتانے سے منع کر دیا تھا۔

"جب وہ لوگ واپس آجائیں گے تو خود ہی دیکھ لیں گے۔"

مریم کو اس کی یہ خودداری بہت اچھی لگ رہی تھی' اپنی ساری فضول خرچیاں وہ ترک کر چکا تھا' پیشانی پر ذرا سا بھی بل ڈالے بغیر وہ جو کچھ میسر ہوتا' اسے کھا کر


وہ خبطی سی دیوانی سی

ایک خبطی
سی لڑکی
کی کہانی

آسیہ سلیم قریشی
کا ایک ایسا
ناول جو
خواتین ڈائجسٹ
میں قسط وار چھپا اور بے حد
مقبول ہوا' آج بھی ہر لڑکی' ہر
خاتون یہ ناول پڑھنا چاہتی ہے

اب کتابی صورت میں چھپ گیا ہے

مجلد، خوبصورت سرورق، قیمت 400 روپے

خواتین ڈائجسٹ
اردو بازار کراچی

ملنے کا پتا
• مکتبۂ عمران ڈائجسٹ اردو بازار کراچی
• لاہور اکیڈمی، 205 سرکلر روڈ
بیرون اردو بازار، لاہور




Scanned with CamScanner

خدا کا شکر بجالاتا اور سب سے بڑی بات یہ کہ نماز کا پابند ہو گیا تھا۔ مریم کو یقین تھا کہ حالات اچھے ہو جانے کے بعد بھی وہ ایسا ہی رہے گا۔ اس مشکل دور میں وہ دونوں جتنا ایک دوسرے کے قریب آئے تھے' ایک دوسرے کو سمجھا تھا' اتنا عام حالات کے دس سالوں میں بھی نہیں شاید سمجھ نہ پاتے۔

"مریم! مریم!" خوشی آپا گھبرائی ہوئی چلی آئیں۔ "صبی کا گولڈ کا نیا سیٹ نہیں مل رہا ہے' سیف میں رکھا تھا اور چابی بھی اس کے پاس تھی' پھر بھی نہ معلوم کیسے کھو گیا؟"

مریم کو اب چھوٹی آپا کی چیزوں کے کھونے کی خبر سن کر گھبراہٹ نہیں ہوتی تھی۔ اس لیے اطمینان سے بولی "مل جائے گا خوشی آپا! اچھی طرح ساری درازیں دیکھیں! گھر میں سے کہاں جائے گا۔"

"یہی تو حیرت ہے' باہر سے آنے والا تو کوئی بھی نہیں ہے تمہارے گھر میں اور چابی بھی صبی کے پاس ہی تھی۔" وہ اوپر جانا تو نہیں چاہ رہی تھی مگر خوشی آپا کے کہنے پر مجبور ہو گئی۔

"سچ۔ مجھے تو اندازہ ہی نہیں تھا کہ اس قدر مہنگا سیٹ لیا ہے صبی نے' کہہ رہی ہے پچپن ہزار تک کا ہے' دراصل سیٹ کے ساتھ کا بریسلٹ بھی ہے' تو اتنے کا تو ہو ہی گیا ہو گا۔" وہ اس کے پیچھے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے بتا رہی تھیں۔

یہ اطلاع مریم کے لیے بھی نئی تھی' جو سیٹ خوشی آپا بتا رہی تھیں' وہ مریم نے چھوٹی آپا کو پہنے تو دیکھا تھا' مگر اس کی مالیت کا اسے بھی اندازہ نہیں تھا' دراصل اس کی بناوٹ بے حد نازک تھی۔

چھوٹی آپا کی حالت واقعی قابل رحم ہو رہی تھی۔ رو رو کر انھوں نے اپنی آنکھیں اتنی دیر میں ہی سرخ کر لی تھیں۔ پوری وارڈروب کا سامان نیچے کارپٹ پر ڈھیر تھا اور وہ بے تابی سے ایک ایک چیز ٹٹول رہی تھیں۔

مریم کو اپنا خیال بدلنا پڑا۔

اس بار کوئی نہ کوئی گڑبڑ تھی۔

چھوٹی آپا نے سر اٹھا کر مریم کی جانب دیکھا مگر بولیں کچھ نہیں!

مریم منے کی کاٹ کے پاس کھڑی ہو گئی' وہ اس وقت سو رہا تھا۔

"اب بس بھی کرو' کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہو۔" حسیب بھائی نے اتنا ہی کہا تھا کہ چھوٹی آپا نے دونوں ہاتھوں میں چہرہ ڈھانپ کر پھر رونا شروع کر دیا۔ اماں اٹھ کر انہیں تسلی دینے لگیں۔

"ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہے حسیب' کیوں اپنی جان مشقت میں ڈال رکھی ہے۔ ملنا ہو گا تو مل جائے گا۔ چلو اٹھو' آرام کرو اب!"

وہ انہیں سہارا دے کر بیڈ تک لے گئیں۔ مریم نے پانی کا گلاس چھوٹی آپا کو پکڑایا تو انہوں نے ایک کاٹ دار نگاہ اس پر ڈالی۔

"جب میں ہاسپٹل میں تھی تو ان دنوں کون اوپر آیا کرتا تھا؟"

"کوئی نہیں چھوٹی آپا! میں ہی آ کر صفائی کر دیتی تھی۔" اس نے ان کے سوال کا جواب بڑی سادگی سے دیا۔ چھوٹی آپا نے جو کام والی رکھی تھی' حسب عادت وہ اس سے بھی نباہ نہیں کر پائی تھیں۔ پندرہ بیس دن میں وہ اسے رخصت کر چکی تھیں۔

مریم کو ان کی نگاہیں اپنے چہرے پر کچھ کھوجتی محسوس ہو رہی تھیں۔ اسے بے چینی سی محسوس ہونے لگی۔

"پیسہ تو اچھے اچھوں کا ایمان خراب کر دیتا ہے اماں! اور مجبوری کی حالت میں تو حرام بھی حلال ہوتا ہے!" وہ اس سے مخاطب نہیں تھیں مگر پھر بھی مریم کا دل لرزنے لگا۔

چھوٹی آپا سے اب وہ کوئی بھی توقع کر سکتی تھی' پھر بھی شدت سے اس کے دل نے دعا کی کہ وہ جو کچھ سمجھ رہی ہے' کاش بالکل غلط ہو۔

اماں کچھ نہ سمجھتے ہوئے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملائے جا رہی تھیں۔ مریم کو چھوٹی آپا کے سامنے بیٹھنا مشکل ہو رہا تھا' اس نے سوچا کہ کیوں نہ یہ سارے بکھرے ہوئے کپڑے ہی تہہ کر کے سمیٹ دے' سو وہ نیچے کارپٹ پر جا بیٹھی۔

"رہنے دو مریم! میں خود کر لوں گی۔" تھوڑی دیر

بعد چھوٹی آپا کہنے لگیں تو وہ سمجھی کہ شاید نکلا "ایسا کہہ رہی ہیں" مسکراتے ہوئے بولی "نہیں، نہیں چھوٹی آپا میں کرلوں گی۔"

"جب میں کہہ رہی ہوں تو چھوڑ دو!"

اس بار ان کے انداز میں اتنی سختی تھی کہ وہ فوراً ہی الگ ہو کر بیٹھ گئی۔

"پھر کچھ نہ کچھ کھو جائے گا، تو میں ڈھونڈتی پھروں گی!" انہوں نے گو بہت زور سے نہیں کہا، پر اتنی آواز ضرور تھی کہ مریم نے بخوبی سن لیا اور دل نے محسوس بھی بہت کیا۔

گویا وہ اتنی بچ سمجھی جا رہی ہے، جو اپنی سگی بہن کی چیزوں پر ہاتھ صاف کرنے سے دریغ نہیں کرے گی۔

چھوٹی آپا سرسری انداز میں اپنی بات کہہ کر پھر اماں سے مصروف گفتگو ہو گئی تھیں، مریم اپنے پیلے پڑتے چہرے کے ساتھ بمشکل نیچے آئی اور نہ جانے کب تک گم صم بیٹھی رہی۔

"خیال نہیں کیا کرو اس کی باتوں کا، یہ تو شروع سے ہی ایسی ہے، بدگمان، بدلحاظ، اسے تو خود اندازہ نہیں ہوتا کہ وہ کہہ کیا رہی ہے!" خوشی آپا معلوم نہیں کب اس کے پاس آ بیٹھی تھیں۔

مریم ایک ٹک ان کا چہرہ دیکھنے لگی۔

انہوں نے ہولے سے اس کا شانہ تھپکا۔

مریم کا دل چاہا کہ ان سے پوچھے کہ "دوسروں کو دکھ پہنچانا، ان کے وقار کی دھجیاں اڑانا، تذلیل کرنا کیا اتنا ہی معمولی جرم ہے؟ چھوٹی آپا جیسے لوگ زندگی بھر کے لیے محض یہ کہہ دینے سے کہ "وہ تو ایسے ہی ہیں۔" قابل معافی ہو جاتے ہیں۔" مگر وہ خاموش رہی کیونکہ جانتی تھی کہ خوشی آپا کے پاس اس سوال کا جواب نہیں ہے، وہ جو کچھ بھی کہہ رہی ہیں اسے تسلی دینے کے خیال سے اور اس کی محبت میں کہہ رہی ہیں۔

وہ چلی گئیں تو مریم لاؤنج سے نکل کر لان میں آ گئی، موسم سرد تر ہوتا جا رہا تھا اور رشتوں میں سے مدھم پڑتی حرارت دل کو افسردہ کیے دے رہی تھی مگر اس افسردہ کرنے والے دن کا خاتمہ حیران کن تھا۔ ہمایوں آیا تو اس کے ساتھ وہ خوش خبری تھی، جسے سننے کی تمنا لیے وہ ہر صبح کا آغاز کرتی تھی۔

ہمایوں کو نوکری مل گئی تھی، پہلے سے زیادہ اچھی تنخواہ اور معقول شرائط کے ساتھ!

♥ ♡ ♡ ♥

رشیدہ آپا کو واپس بلانے میں ہمایوں نے اب امی اور ابا جی کے آنے کا انتظار نہیں کیا تھا۔ ان لوگوں کے آنے میں بس ہفتہ دس دن باقی تھے اور ان کی حج کی خوشی کو سیلیبریٹ کرنے کے لیے جو مہمانداری ان آنے والے دنوں میں ہونی تھی، اس کے لیے رشیدہ آپا کی موجودگی بہت ضروری تھی۔

مریم نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر خود پر ایک نگاہ ڈالی، آج وہ بہت دن بعد اس اہتمام سے تیار ہوئی تھی۔

صابر ماموں کی بیٹی کی شادی تھی، اور آج مہندی کا فنکشن تھا۔ وہ جا کر لاؤنج میں بیٹھ گئی۔ آج ثنا اور امی کی کمی بڑی شدت سے محسوس ہو رہی تھی، باوجود کوشش کے وہ لوگ وقت پر نہیں پہنچ پائے تھے، شادی کی تاریخ رکھی جا چکی تھی، اس لیے مقررہ وقت پر ہی کرنی تھی۔

چھوٹی آپا ابھی تیار نہیں ہوئی تھیں، حسیب بھائی آؤٹ ٹیم کے ساتھ کوئٹہ گئے ہوئے تھے، ہمایوں کو ان لوگوں کے ساتھ جانا تھا۔

یونہی بیٹھے بیٹھے اسے صابر ماموں کے ہاں کی پہلی دعوت یاد آ گئی اس روز بھی وہ تقریباً "سب سے پہلے تیار ہو کر یہاں آ بیٹھی تھی، پر تب سے اب تک کتنا بڑا فرق اس کی ذات میں آ چکا تھا، وہ بے وقوف سی جذباتی مریم جو ذرا سی بات میں خوش اور ذرا سی بات کا ملال کرنے بیٹھ جاتی تھی، اب بے حد میچور ہو چکی تھی، محض تیرہ مہینے سوچنے کا انداز بدل چکے تھے۔

چھوٹی آپا نیچے آتی دکھائی دیں تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی، ان کی ساڑی اور زیور آج بھی مریم سے زیادہ قیمتی تھا، مگر اب اسے جان جلانے کی ضرورت نہیں رہی تھی، وہ ان کے بیٹے کو گود میں لے کر پیار کرنے لگی۔

"چلیں بھئی! تیار ہیں سب لوگ!" ہمایوں سامنے سے آتا ہوا بولا اور پھر قریب آ کر مریم کی گود میں سے



Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

حسیب بھائی کے بیٹے کو لے لیا۔ ان دونوں کو ہی بچوں سے بے حد پیار تھا۔

ہمایوں کو جب سے جاب ملی تھی' اس کا موڈ روز بروز خوشگوار ہوتا جا رہا تھا' مریم پر ایک تعریفی نگاہ ڈالتا ہوا وہ باہر کی طرف چلا گیا۔

"کیا ہوا چھوٹی آپا طبیعت تو ٹھیک ہے نا!"

وہ بے حد کمزور اور تھکی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

"ہاں!" انہوں نے ایک گہری سانس کھینچی "بس اپنے سیٹ کا ملال جاتا ہی نہیں' کس مصیبت سے پیسہ پیسہ جوڑا تھا' اور کتنی آسانی سے ہاتھ سے نکل گیا۔"

مریم نے نگاہیں جھکالیں' اس دن کے بعد سے وہ اس ذکر پر خوامخواہ ہی شرمندگی محسوس کرنے لگتی تھی' حالانکہ اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ چھوٹی آپا کو سمجھائے کہ ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا' جو کچھ انہیں میسر ہے وہ خدا کے فضل سے اتنا ہے' جس کی کوئی بھی لڑکی تمنا کر سکتی ہے' جس کا شکرانہ پر واجب ہے!

گاڑی صابر ماموں کے گھر کے سامنے رکی تو وہ لوگ اتر آئے وہاں وہ ساری رونق چار سو پھیلی ہوئی تھی' جو مہندی والے گھر کا خاصا ہوتی ہے۔

سب سے مل ملا کر وہ ایک طرف پڑی کرسی پر جا بیٹھی' چھوٹی آپا بھی اس کے ساتھ تھیں' ہمایوں وغیرہ کا تقریباً "سارا خاندان موجود تھا۔

چند رشتہ دار خواتین وہاں بھی آ بیٹھیں' امی اور ثنا کی خیریت دریافت کی جانے لگی' وہ مسکرا مسکرا کر سب سے ملتی رہی۔ چھوٹی آپا یونہی گم صم سی تھیں' کسی کسی بات کا جواب دے دیتیں' مریم کو ان پر ترس سا آنے لگتا تھا' مگر مجبور تھی۔ ان کے مرض کا علاج اس کے پاس نہیں تھا' اس نے خدانخواستہ کوئی بہت برا وقت نہیں دیکھا تھا مگر پریشانی کے اس قلیل عرصے نے ہی اسے اچھے وقت کی قدر سکھا دی تھی۔

"ارے مریم! تم ہی ہو نا بھئی! بالکل چینج ہو گئی ہو!" کسی نے بے تکلفی سے کندھے پر ہاتھ مارا تو وہ ادھر متوجہ ہو گئی۔ اس کی پرانی کلاس میٹ دیناز کھڑی تھی ۔بے حد ڈارک میک اپ اور بالکل بدلے ہوئے ہیئر اسٹائل میں وہ بہت شاندار دکھائی دیتی تھی۔

"میری ابھی ابھی تم پر نظر پڑی۔ قسم سے دل خوش ہو گیا اور سناؤ لگتا ہے چپکے چپکے شادی رچالی ہے' ہے نا۔!" وہ بے حد بے تکلف لڑکی تھی' اس وقت بھی اردگرد لوگوں کی ذرا بھی پروا کیے بغیر وہ شروع ہو چکی تھی۔

مریم ابھی تک ایک لفظ نہیں بول پائی تھی' دیناز کو دیکھ کر جو ایک بے ساختہ مسکراہٹ اس کے لبوں پر آئی تھی' وہ ادھوری ہی رہ گئی تھی' دیناز کیا بتا رہی تھی۔ کیا پوچھ رہی تھی' وہ ٹھیک طرح اسے سن نہیں پا رہی تھی' اس کی ساری توجہ بس دیناز کے گلے میں پہنے اس نیکلس پر تھی جو ہو بہو چھوٹی آپا کے اس گمشدہ سیٹ کا حصہ تھا۔

"کیا ہو گیا بھئی' کیا شادی کے بعد زبان سسرال والوں کے پاس چھوڑ کر باہر نکلتی ہو یا۔"

"بس' بس!" خود پر قابو پاتے ہوئے اس نے ایک زبردستی کی مسکراہٹ اپنے ہونٹوں پر سجائی "تم خاموش ہو گی تو کچھ بولوں گی نا!"

دیناز ہنس پڑی۔ اسے دوسروں کی سننے سے زیادہ اپنی کہنے میں مزہ آتا تھا' سو بولے چلی جا رہی تھی۔

مریم کو اس سے یکدم سیٹ کے بارے میں کچھ پوچھنا اچھا نہیں لگا' لیکن وہ سوچے ہوئے تھی کہ دیناز سے اس سیٹ کے بارے میں اتنا ضرور پوچھے گی کہ اس نے کہاں سے خریدا ہے' دراصل دیناز اس کی کوئی قریبی دوست کبھی بھی نہیں رہی تھی' بس اسکول سے کالج ختم ہونے تک لمبے ساتھ کی بنا پر وہ ایک دوسرے سے مانوس تھیں' دیناز کی کالج آنے کے بعد شہرت کچھ اچھی نہیں رہی تھی' اس لیے مریم اس سے ملنے جلنے میں اور بھی احتیاط کرنے لگی تھی۔

پھر ایک آدھ بار اس نے دیناز کے منہ سے یہ بھی سن لیا تھا کہ اس نے ایک وقت میں کئی لڑکوں کو بے وقوف بنا رکھا ہے' اور اپنی یہ بات کہہ کر وہ دیر تک ہنستی بھی رہی تھی' مریم اس کی بے خوفی پر بہت دن تک حیران رہی تھی۔

وہی دیناز آج بھی اسی طرح اونچے اونچے قہقہے لگا



Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

رہی تھی اور اسی طرح لاپرواہ دکھائی دے رہی تھی۔
دیناز لڑکے والوں کی طرف سے آئی تھی۔ مریم کے سسرالی خاندان سے واقف نہیں تھی۔

"معاف کیجیے گا۔ یہ سیٹ آپ نے کہاں سے لیا ہے۔؟" چھوٹی آپا سامنے کھڑی تھیں اور ان کی نگاہ دیناز کی گردن پر جمی تھی۔

"آپ کی تعریف۔؟" دیناز نے ابرو کا اشارا کیا۔

مریم کو تعارف کرانا پڑا' وہ چھوٹی آپا کی کیفیت سمجھ رہی تھی۔ انہوں نے تعارف پر دھیان نہ دیتے ہوئے بے صبری سے اپنا سوال دہرایا۔

دیناز ہنسنے لگی۔ "لینا دینا کیا ہے۔ مجھے تو گفٹ ملا ہے؟ آپ کو اچھا لگا۔؟"

مریم نے دیکھا کہ چھوٹی آپا کا چہرہ بجھ سا گیا' خود اسے بھی مایوسی ہوئی تھی' اس کا مطلب ہے کہ دیناز نے جو سیٹ پہنا ہوا تھا' وہ امیٹیشن ہی ہوگا کیونکہ اس قدر مہنگا تحفہ عام طور پر ان کی کلاس میں دیا نہیں جا سکتا تھا' مگر اگلے ہی پل دیناز اس کا خیال غلط ثابت کر رہی تھی۔

"یار! ہے بہت مہنگا۔ لگتا نہیں ہے مگر میں نے جیولر کو دکھایا تو بتا رہے تھے کہ پچاس پچپن ہزار سے کم نہیں ہوگا۔"

مریم سانس روکے اس کی شکل دیکھ رہی تھی۔

"تو پھر یہ سب!" بڑی دقت سے اس کے ہونٹوں سے چند الفاظ نکلے' دیناز پھر ہنسنے لگی۔

"کمال ہے یار! ارے یاد نہیں' وہی اپنا پرانا مشغلہ۔ سب اسی کی دین ہے۔"

مریم کو اس کا اشارا سمجھنے میں ذرا بھی مشکل نہیں ہوئی۔

"ایک بے وقوف آج کل بھی مٹھی میں ہے۔ ابھی صرف چار' پانچ ماہ ہوئے ہیں ملے ہوئے' پر ہے بڑا دل والا' دل کھول کر خرچ کرتا ہے' بس بے چارا بیوی کا ستایا ہوا ہے' جائے تو کہاں جائے' بس یار' ایسی عورتیں بھی...." وہ بولے جا رہی تھی۔

مریم اپنے میں اتنی ہمت بھی نہیں پا رہی تھی کہ سامنے کرسی کی پشت تھامے کھڑی چھوٹی آپا کے چہرے پر ایک نگاہ ہی ڈال لے' دیناز ان صاحب کی خوبیاں گنوائے جا رہی تھی اور مریم کو ان ہمہ صفت موصوف کے بارے میں سارے شک بالکل سچ محسوس ہو رہے تھے۔ پھر بھی اپنی تسلی کے لیے وہ دیناز سے ایک آدھ سوال کر بیٹھی۔

نام' آفس' عہدہ حتیٰ کہ حسیب بھائی کا آؤٹ ٹیم کے ساتھ کوئٹہ جانا۔

ہر طرف سے تصدیق ہو رہی تھی۔ پر دل نہیں مان رہا تھا۔

مریم خود کو سنبھالتے ہوئے کھڑی ہو گئی' چھوٹی آپا کا چہرہ پیلا پڑ چکا تھا' اور وہ مریم سے نگاہیں چرائے کھڑے تھیں۔

مریم کا دل دکھ سے بھرتا جا رہا تھا۔

وہ جو معمولی سے معمولی نقصان کو گنوائے بغیر نہیں چھوڑتی تھیں' آج اپنے سب سے بڑے اثاثے کے کھو جانے پر لب سیے کھڑی تھیں۔ مریم کو آج پہلی بار پوری شدت کے ساتھ چھوٹی آپا کے تہی دست ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔

♥


"تنہا مسافر" کے بعد
ذوالقرنین کا دوسرا ناول
جب وہ چومے پتھر کو
شائع ہو گیا ہے
قیمت -/45 روپے
ڈاک خرچ -/16 روپے
منگوانے کا پتا:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37 اردو بازار کراچی




Scanned with CamScanner